انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

کرشن قادیانی
آریہ تھے یا عیسائی

مؤلفہ

حضرت مولانا علامہ نور محمد صاحب ٹانڈوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ، مدھوبنی، پرتاپ گنج، سپول، بہار

''اسلام لازماً ایک دینی جماعت ہے، جس کے حدود مقرر ہیں، یعنی وحدت الوہیت پر ایمان، انبیاء پر ایمان اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم رسالت پر ایمان، دراصل یہ آخری یقین ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجہ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن ہے کہ فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں، مثلاً برہمو سماج خدا پر یقین رکھتے ہیں اور رسول کریم کو خدا کا پیغمبر مانتے ہیں لیکن انہیں ملت اسلامیہ میں شمار نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ قادیانیوں کی طرح وہ انبیاء کے ذریعہ وحی کے تسلسل پر ایمان رکھتے ہیں اور رسول کریم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے، جہاں تک مجھے معلوم ہے کوئی اسلامی فرقہ اس حد فاصل کو عبور کرنے کی جسارت نہیں کرسکا......

میری رائے میں قادیانیوں کے سامنے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کرلیں یا ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کرلیں ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہوتا کہ انہیں سیاسی فوائد پہونچ سکیں۔'' (قادیانیت۔ص۔۱۵۷-۵۵)

علامہ اقبال

فہرست مضامین

مقدمہ ،کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ اور مرزا قادیانی	۵
دین اسلام اور اس کے اصول وعقائد	۷
ہندو مذہب میں لفظ اوتار کا معنی ومطلب	۸
ہندومذہب میں اوتار لینے کی مختلف صورتیں	۹
اوتار کے نظریے کی حکمت اور اوتار کا مقصد	۹
مرزا قادیانی کے ہندوانہ وملحدانہ خیالات ونظریات	۱۰
مرزا کی جانب سے کرشن کی طرح خدائی کا دعوی	۱۴
مرزا قادیانی میں خدا حلول کر گیا	۱۴
مرزا اور خدا کے درمیان ''وَالِد'' اور ''ولد '' کی مشرکانہ نسبت	۱۴
مرزائی نظریات وخیالات کی تردید اسلامی دلائل کی روشنی میں	۱۵
مقدمہ (طبع اولیٰ)	۲۰
مرزا قادیانی آریہ تھے	۲۴
ایک اور طرح سے مرزا قادیانی کے آریہ ہونے کا ثبوت	۲۷
صداقت احمدیت کا جواب	۲۹
ایک الزام اور اس کا جواب	۳۱
قادیانی مغالطہ اور اس کا جواب	۳۲
مضحکہ خیز اختلاف	۳۴
مرزا قادیانی کے چند پیغمبرانہ لطائف (بہ لفظ گاف)	۳۴
مرزائیوں کو پنڈت لکھنے اور کہنے میں ہم حق بجانب	۳۷
کرشن قادیانی عیسائی تھے	۳۷
پاک تثلیث مرزا	۳۷
عیسائیوں کی جانب سے مرزائیوں کو اپنی برادری میں شامل کرنے کا اعلان	۳۹

کرشن قادیانی، آریہ تھے یا عیسائی؟

مقدمہ

کرشن اوتار ہونے کا دعوی اور مرزا قادیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزا قادیانی نے کوٹ کچہری کی منشی گیری چھوڑ کر انگریزوں کے اشارے پر جب اپنے دعاوی کا آغاز کیا تو سب سے پہلے اُس نے ۱۸۸۰ء میں ملہم من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور سب سے اخیر میں اُس کا جو دعوی ملتا ہے وہ ۱۹۰۲ء میں ''کرشن اوتار'' اور آریوں کا بادشاہ ''رڈّر گوپال'' ہونے کا دعوی ہے۔ بقیہ مجدد، مسیح، مہدی، ظلّی نبی اور صاحب شریعت نبی وغیرہ ہونے کے سارے دعاوی اِن دونوں دعاوی کے درمیان کے ہیں۔ گویا نبوت کا دعوی بھی کرشن اوتار کے دعوی سے فروتر اور کمتر درجے کا ہے اور مرزا کی اپنی تجویز کے مطابق سب سے اونچا مقام ومرتبہ اور آخری اسٹیج ''کرشن اوتار'' ہونے کا ہے۔ اور ظاہری بات ہے کہ اعتبار شروع اور درمیان کا نہیں بلکہ **العبرة بالخواتيم** کے بموجب آخر کا ہوتا ہے جیسا کہ خود مرزا قادیانی کا بھی یہی فیصلہ ہے:

''آخری عمر کے قول اور فعل قابل اعتبار ہیں۔ اور اس کے مخالف سب ردّی''

(ست بچن خزائن ج ۱۰ ص ۲۱۵)

مرزا کی خود اپنی تجویز اور فیصلے کے مطابق بنظر انصاف چاہئے تو یہ تھا کہ مرزائی پنڈت، جرأتِ رندانہ سے کام لے کر اپنے گرو جی مرزا قادیانی کو ''شری کرشن جی'' کے نام سے ہی متعارف کراتے اور خود کو بھی ''پنڈت اور مہاشے'' کہلواتے اور آریہ مذہب کے اصولوں کی پوری پوری پابندی کرتے ہوئے مسیحیت ومہدویت کے دعویٰ کو ردّی مانتے لیکن اس میں اُنھیں اپنے مکروفریب اور دعویٔ اسلام کا بھانڈا چوراہے پر پھوٹتا نظر آیا، مرزائی امت نے یہ دیکھا کہ کرشن اوتار کے دعوی سے مسلمان تو ایک بھی پھندے میں نہیں آئے گا اور رہی بات

ہندوؤں کی تو اُن کا کیا بھروسہ؛ وہ ہر چار چھ مہینے میں ایک دوسرا اوتار بدل لیں گے، کسی افیونی اور مراقی کے پیچھے کیوں پوری زندگی پڑے رہیں گے۔

اسی خطرے کو بھانپ کر مرزائی عقلاء، اپنے گرو جی کو آخری اسٹیج سے دو تین درجہ نیچے گھسیٹ کر لائے اور مسیح ومہدی سے متعارف کرایا۔ اب کرشن جی اپنے آخری اسٹیج سے نیچے گر کر ''مسیح ومہدی'' کے نام سے متعارف کرائے جاتے ہیں اور مرزائی خود کو ''احمدی مسلمان'' کہلواتے پھرتے ہیں۔

اس کی ایک وجہ اور بھی سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ گرو جی خود بھی اس منصب پر زیادہ دیر نہ ٹھہر سکے انھوں نے جب دیکھا کہ دعویٔ کرشن اوتار کے باوجود کوئی ہندو آریہ دام فریب میں پھنستا نظر نہیں آتا تو بادشاہ اور کرشن اوتار کے منصب سے خود ہی نیچے اتر کر مرنے سے چند یوم قبل آریہ ہندو بن گئے اور جس وید کو زندگی بھر غلط کہتے رہے اُسی وید کی صداقت وحقانیت کے قائل ہو کر وید کو خدائی الہام مان لیا۔ چنانچہ اسی عقیدہ پر وہ دنیا سے اس حال میں سدھارے کہ کلمہ اور توبہ بھی نصیب نہ ہوا۔ مرزائیوں نے بھی اس اچھل کود کو دیکھتے ہوئے عافیت اسی میں جانا کہ گرو جی کو نیچے اتار کر دعوی مسیحیت کے بالکل نچلی تہہ کے منصب پر بٹھاؤ تاکہ بہت سارے اشکالات سے نجات سے ملے۔

لیکن اِن ساری کارروائیوں کے باوجود بھی دنیا جانتی ہے کہ جس طرح کالے کوّے کی سیاہی کبھی الگ نہیں کی جاسکتی؛ اسی طرح مرزا قادیانی اور اس کی امت سے کفر وزندقہ کی روسیاہی کو دور نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ مرزا قادیانی کے کرشن اور آریہ ہونے کا ثبوت آج بھی بدستور مرزا کی کتابوں میں ہے اور نہ تو مرزا نے آریہ ہونے سے کبھی توبہ کی اور نہ مرزائیوں نے اُس کے دعویٔ کرشن کی تردید کی، پھر ان کے کافر ہونے میں کیا شک باقی رہ جاتا ہے۔ ہمارے اس دعویٰ کے دلائل ہی پر مشتمل حضرت مولانا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ناظرین کرام! کرشن اوتار ہونے کے دعوی سے قرآن مجید اور خدا کی وحدانیت، دونوں

کا انکار لازم آتا ہے۔اس لیے قرآن مجید اور خدا کی وحدانیت پر ایمان رکھنے والے ایک مسلمان کے نزدیک یہ دعویٰ ایسا کفر ہے جس کے لیے کسی دلیل کی حاجت نہیں، تاہم ایسے بھی کچھ لوگ ہوسکتے ہیں جو مسئلہ کو دلائل کی روشنی میں سمجھنا چاہتے ہوں اس لیے راقم نے مناسب جانا کہ چونکہ مصنفؒ نے آریہ ہونے کے دلائل خوب فراہم کردیئے ہیں لہٰذا مرزا کے دعویٰ کرشن اوتار ہونے سے متعلق بھی بعض تمہیدی اور ضروری مضامین کو بطور مقدمہ کے رسالہ ہٰذا کے ساتھ شامل اشاعت کردیا جائے تاکہ رسالہ جامع بھی ہوجائے اور ''اوتار'' کے اس مشرکانہ عقیدہ کی خطرناکی سے جو لوگ کما حقہ واقفیت نہ رکھتے ہوں وہ بھی شرح وبسط کے ساتھ مسئلہ کو سمجھیں اور مرزائیت کے دام فریب سے خود کو بچائیں۔

دین اسلام اور اس کے واضح اصول وعقائد

مذہب اسلام نے اپنے عقائد ونظریات کو منوانے کے ساتھ اس کے کچھ حدود وقیود بھی مقرر کیے ہیں، اسلامی عقائد ونظریات کو ماننے میں اُس کے مقرر کردہ اصول وحدود کی پاسداری کی جائے اور جس طرح پر منواتا ہے اُسی طرح مانا جائے تو اُس کو اسلام کہتے ہیں اور ایسا ہی شخص خود کو مسلمان کہلانے کا حق دار رہے۔اور اگر کوئی شخص اپنی من مانی اور مرضی کے مطابق اسلامی عقائد ونظریات کو ماننے کا دعوی کرے تو ایسے شخص کو نہ اسلام کا ماننے والا کہا جائے گا اور نہ اُس کو مسلمان کہلانے کا حق ہے۔یہ منصفانہ اصول ایسا صاف ستھرا ہے کہ اس میں کسی کے لیے چوں وچرا کی بھی گنجائش نہیں۔

اسلام ہی کی کیا بات یہ تو ہر مذہب میں ہے۔مثلاً آریہ سماج مذہب اپنے ماننے والوں کو گوشت خوری سے اور شراب وافیون سے منع کرتا ہے گویا آریہ دھرم کا ایک اصول ہے جو اپنے ماننے اور نہ ماننے والوں کے درمیان اس نے بطور حد کے قائم کیا ہے۔اب اگر کوئی شخص آریہ کہلانا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس کے اصولوں کی پاسداری کرے ورنہ انصاف کی بات یہ ہے کہ وہ خود کو آریہ نہ کہے۔ایک شخص گوشت بھی کھاتا ہے اور شراب و افیون کا بھی عادی ہے اور خود آریہ بلکہ شری کرشن جی ہونے کا دعوی کرتا ہے تو کھلے لفظوں

میں یہی کہا جائے گا کہ وہ آریہ دھرم کا مذاق اڑانے والا اور فساد مچانے کا مجرم ہے۔

مذہب سے ہٹ کر سیاست میں بھی اصولوں کی پاسداری کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ سرکار بھی اپنے وضع کردہ اصولوں کے ماننے والوں کو ملک کا شریف باشندہ مانتی ہے ورنہ باغی اور مفسد قرار دے کر عمر قید کی سزا دیتی ہے یا پھر ملک بدر کردیتی ہے۔

اسلام نے جو خدا کا تصور پیش کیا ہے اس میں واضح کردیا گیا ہے کہ خدا نہ کبھی کسی سے پیدا ہوا اور نہ کبھی اس سے کوئی پیدا ہوگا۔والد اور ولد کی نسبت اسکی جانب کرنا اسلامی اصولوں کے خلاف ہے۔اسی طرح اسلام نے نبی اور پیغمبر کا جو تصور پیش کیا ہے اس میں بھی یہ واضح کردیا گیا ہے کہ وہ مخلوق اور انسان ہوتے ہیں جو صرف خدا کے احکام بندوں تک پہنچانے کے لیے خدا کی جانب سے مقرر کیے جاتے ہیں۔خدائی کا دعوی نہیں کرتے، عام انسانوں کی طرح انھیں بھی موت آئے گی اور قیامت میں اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ایسا ہرگز نہیں ہے کہ ان کی روح یکے بعد دیگرے بروز اور اوتار کی شکل میں کسی دوسرے جسم میں حلول کرکے آتی رہے گی۔الغرض خدا اور نبی کا تصور جو اسلام نے قرآن وحدیث میں پیش کیا ہے اگر کوئی اُسی طرح مانتا اور ایمان لاتا ہے تو وہ مسلمان ہے اور خود کو مسلمان کہلانے کا حق رکھتا ہے ورنہ ظاہری بات ہے کہ وہ خود کو مسلمان کہہ کر اسلام کا مذاق اڑانے والا اور مفسد ہے؛ ایسے شخص کو کافر یعنی انکار کرنے والا اور زندیق یعنی اپنے کفر پر ہٹ دھرمی کرکے کفر کو ہی اسلام بتانے والا کہا جائے گا۔

ہندو مذہب میں لفظ ''اوتار'' کا معنی ومطلب

ہندو مذہب میں خدا اور مخلوق کی اصلاح کے لیے مقرر کیے جانے والے ''اوتار'' کا تصور اسلام سے بالکل الگ ہے۔دونوں میں کسی طرح کی مماثلت یا مشابہت کا تصور بھی اسلامی نظریہ کے مطابق کفر ہے۔گویا دونوں میں مشرق ومغرب کا فرق ہے۔

اوتار سنسکرت زبان کا لفظ ہے جو ''اوترن'' سے بنا ہے، اس کے لغوی معنی ہیں اوپر سے نیچے آنا، جنم لینا۔ہندو نظریات وخیالات کے مطابق خدا تعالیٰ مخلوق کا جامہ پہن کر دنیا میں

جنم لیتا اور اپنا ظہور دکھاتا ہے اُسی کو اوتار کہتے ہیں۔

یہ ظہور کبھی انسان کی شکل میں ہوتا ہے، کبھی مچھلی کی شکل میں اور کبھی کچھوا اور خنزیر کی شکل میں بھی ہوتا ہے، کبھی آدھا حصہ انسان کا اور آدھا حصہ شیر کی شکل میں جنم لیتا ہے۔

ہندو مذہب میں منجملہ دیگر اوتاروں کے ''شری کرشن'' جی کو بھی خدا کا اوتار مانا گیا ہے جنھوں نے مخلوق کی اصلاح کی غرض سے دنیا میں ''دیوکی'' نامی عورت کے پیٹ سے جنم لیا اور اپنی خدائی کا اعلان کیا۔ ان کی تعلیمات وہدایات گیتا وغیرہ میں محفوظ ہیں۔

اوتار لینے کی مختلف صورتیں

ہندو مذہب میں مخلوقات کی شکل میں خدا کے اوتار لینے کی مختلف صورتیں ہیں۔ ایک صورت تو یہ ہے کہ خدا اپنی خدائی کی شکل میں ہی اپنے پجاریوں کی حفاظت کے لیے اتر آئے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ مکمل طور پر اوتار نہ لے، بلکہ اس کا کچھ جزو ہی اوتار کی شکل میں ظاہر ہو اور مابقیہ حصہ دیوتا کا مخصوص دنیا ہی میں رہ جائے۔ اور ایک تیسری شکل یہ بھی ہے کہ خدا دیگر بچوں کی طرح باضابطہ جنم لیتا ہے جیسے کہ رام جی، کرشن جی، وغیرہ کی شکل میں اس نے اوتار لیا۔ اسی طرح اوتاروں کی تعداد بھی ہندو مذہب میں ۲ سے لے کرا ے تک مانی گئی ہے۔ یعنی خدا مختلف اوقات میں مختلف ناموں سے جنم لیتا رہا ہے اور آئندہ بھی جنم لیتا رہے گا۔

اوتار کے نظریے کی حکمت اور اوتار کا مقصد

ہندو مذہب کی مشہور کتاب ''گیتا'' میں شری کرشن جی نے خود کو خدا کا اوتار بتا کر اس کا مقصد اور اس نظریے کی حکمت کو بھی اجاگر کیا ہے۔ گیتا کے باب چہارم میں لکھا ہے خدا تعالیٰ کہتا ہے:

''اے بھرت کے بیٹے ارجن جب دنیا میں مذہب کی ابتری ہوتی ہے اور ناحق کا عروج ہوتا ہے تو کسی شخص کی شکل اختیار کر کے میں دنیا

میں جنم لیتا ہوں اور حق کی حمایت کرتا ہوں اور ظالموں اور حق کے مخالفوں کو نیست ونابود کرتا ہوں۔''

اسی باب کے اشلوک نمبرے میں لکھا ہے:

''جس جس زمانہ میں دھرم کا ستیاناس ہوجاتا ہے اور ناحق کی گرم بازاری ہونے لگتی ہے اُس زمانہ میں اوتار کی روپ میں میں جنم لیتا ہوں۔

مرزا قادیانی کے نظریات وخیالات

ہندو دھرم کے مستند عقائد ونظریات کے مطابق اوتار اور خدا کے مابین کوئی فرق نہیں، مرزا قادیانی نے اردو زبان میں اسی لفظ اوتار کا ہم معنیٰ ''ظل، بروز اور مظہر'' کا لفظ نکالا اور خود کو کرشن کا بروز یعنی اوتار ہونے کا دعوی کیا ہے۔ یعنی مسماۃ ''چراغ بی بی'' زوجہ غلام مرتضی کے پیٹ سے دوسرے حمل میں قادیان میں کرشن بھگوان نے مرزا غلام احمد کی شکل میں جنم لیا۔ (جبکہ پہلے حمل سے مرزا کے بھائی نے جنم لیا تھا) ظاہر سی بات ہے کہ بروز یعنی اوتار کا یہ عقیدہ اسلامی عقیدہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خدا کا کسی مخلوق کے جسم میں حلول کرنا اور بطور اوتار کے ظہور کرنے کا تصور ہی آیتِ قرآنی ''لیس کمثله شیٔ'' کے خلاف ہے۔ قرآن مجید یہ اعلان کرتا ہے کہ خدا کا مثل ممکن ہی نہیں جبکہ بروز اور اوتار میں خدا کا مثل اور مختلف شکلوں میں اس کی پیدائش اور ''ولد یا والد'' کی نسبت ماننا لازم ہے۔ ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی کے ملحدانہ نظریہ اوتار کی تاریخی تفصیل خود اس کی تحریروں کی روشنی میں۔

قادیانی اخبار الحکم کے مطابق مرزا نے سب سے پہلے اپریل ۱۹۰۲ء میں اس بات کا دعوی کیا کہ وہ کرشن اوتار ہے۔ جیسا کہ مرزائیوں کے الہامی ملغوبہ ''تذکرہ'' کے صفحہ ۴۲۰ پر لکھا ہے:

''دو دفعہ ہم نے رویا میں دیکھا۔ کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں۔ اور کرشن ہیں۔ اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں'' (تذکرہ ص ۴۲۰)

ناظرین کرام! خدائی کرشمہ دیکھیے کہ یہ عقیدہ مرزائیوں کے الہامی کتاب میں

اُس صفحہ پر درج ہوا ہے جس نے اپنی حقیقت کا لوہا منوالیا، یعنی چار سو بیس (۴۲۰) عقیدہ کی مزید وضاحت اسی صفحہ ۴۲۰ پر ملاحظہ فرمائیے:

''اور ایک دفعہ الہام ہوا۔ ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری استتی گیتا میں موجود ہے'' (اخبار الحکم ۲۴/اپریم ۱۹۰۲ء، تذکرہ ۴۲۰)

گویا چند سطر پہلے جو دعویٰ محض خواب اور رویا کی حیثیت میں تھا، اب خدائی الہام سے مستند بلکہ گیتا کے حوالہ سے مدلل بھی ہو گیا۔ اور ایک نئی بات یہ کہ خدا کے اس تازہ حکم سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ گیتا بھی قرآن مجید کی طرح نعوذ باللہ خدائی کلام کا مستند مجموعہ ہے۔ اور الہام بھی کیا غضب کا ہے کہ خدا تعالیٰ خود ہی قادیانی کرشن کی بڑائی اور بزرگی بیان کر رہے ہیں اور گیتا میں قادیانی کرشن کی خبر موجود ہونے کی خبر بھی دے رہے ہیں۔ لیکن حیرت اِس پر ہے کہ قادیانی کرشن کی دعویٰ ملہمیت کے کم از کم بائیس سال بعد خبر دے رہے ہیں۔

اس دعویٰ کی مزید تفصیل اخبار ''بدر قادیان'' کے حوالہ بھی ملاحظہ کرتے چلیں۔ اکتوبر ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں مندرج ہے:

''ایک بڑا تخت مربع شکل کا ہندوؤں کے درمیان بچھا ہوا ہے جس پر میں (مرزا قادیانی) بیٹھا ہوا ہوں۔ ایک ہندو کسی کی طرف اشارہ کر کے کہتا ہے۔ کرشن جی کہاں ہیں۔ جس سے سوال کیا گیا وہ میری طرف اشارہ کر کے کہتا ہے کہ یہ ہے۔ پھر تمام ہندو روپیہ وغیرہ نذر کے طور پر دینے لگے۔ اتنے ہجوم میں سے ایک ہندو بولا ''ہے کرشن جی رودّر گوپا'' (تذکرہ ص ۳۸۱)

مرزا جی اپریل ۱۹۰۲ء سے کوشش میں لگے ہیں لیکن ابھی اکتوبر ۱۹۰۳ء تک بات بن نہیں پائی؛ کرشن بننے کی دل میں مچلتی خواہش کبھی خواب کی شکل میں زبان پر آتی تو کبھی الہام کا روپ دھار لیتی ہے بات پھر بھی نہیں بنتی تو واقعاتی انداز میں طریقہ تفہیم اپنایا گیا۔ اس پریشان خیالی کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مرزا جی رنگ کے کالے تھے لیکن قدرتی طور پر عقل کے اندھے اور شکل کے کانے بھی واقع ہوئے تھے، مزید افیم اور شراب نوشی سے شکل

وصورت میں جو کشش پیدا ہو سکتی ہے اس کا اندازہ ناظرین خود بھی لگا سکتے ہیں۔ اور آنکھ میں مشابہت پیدا کرنے کی کوشش سے ہندو ناراض بھی ہو سکتے تھے کیونکہ اس سے کرشن کی توہین ہو رہی تھی اور اُن کو ایک آنکھ کا کانا ماننا پڑتا۔ اس لیے ایک شگوفہ اور چھوڑا کہ:

''ایک بار ہم نے کرشن جی کو دیکھا وہ کالے رنگ کے تھے اور پتلی ناک کشادہ پیشانی والے ہیں۔ کرشن جی اٹھ کر اپنی ناک ہماری ناک سے اور پیشانی ہماری پیشانی سے ملا کر چسپاں کر دی'' (تذکرہ ص ۳۸۱)

گویا آنکھ کا مسئلہ نہ حل ہوا نہ سہی، رنگ اور ناک کا مسئلہ تو حل ہو ہی گیا جب شکل و شباہت میں کچھ مناسبت کا حل نکال لیا تو اب مرزا جی میدان میں کھل کر آئے اور اپنے دعوے کی پوری وضاحت نومبر ۱۹۰۴ء کے اپنے ایک لیکچر میں یوں کرتے ہیں:

''واضح ہو کہ میرا اس زمانہ میں خدا کی طرف سے آنا محض مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نہیں ہے بلکہ...... (میں) ہی راجہ کرشن کے رنگ میں بھی ہوں جو ہندو مذہب کے تمام اوتاروں میں یک بڑا اوتار تھا یا یوں کہنا چاہیے کہ روحانی حقیقت کے رُو سے میں وہی ہوں یہ میرے خیال اور قیاس سے نہیں ہے بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے اُس نے یہ میرے پر ظاہر کیا ہے۔ اور نہ ایک دفعہ بلکہ کئی دفعہ بتلایا ہے کہ تو ہندوؤں کے لئے کرشن ہے...... یہ خدا کی وحی ہے جس کے اظہار کے بغیر میں رہ نہیں سکتا اور آج یہ پہلا دن ہے کہ ایسے بڑے مجمع میں اس بات کو میں پیش کرتا ہوں'' (لیکچر سیالکوٹ خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸)

مرزا جی کے سہ رخی چہار رخی دعویٰ کرنے، مسیح، مہدی بننے کا ڈھونگ رچانے کے باوجود آج بھی ہر مسلمان چاہتا ہے کہ آپ دعویٰ خدائی میں کرشن جی کا کردار ادا کر رہے ہیں تو کرشن ہی بنے رہیں تاکہ مسلمان تو کم از آپ کے دام فریب سے بچے رہیں۔ مگر اس مسئلہ کا کیا حل ہے کہ ہر مرزائی آپ کو کرشن مہاراج کے روپ میں تعبیر کرتے ہوئے شرماتا بلکہ خود کو مہاشے اور پنڈت کہلانے میں بھی اپنی خفت محسوس کرتا ہے؟۔ خدا تو کئی دفعہ بتلا

رہا ہے کہ اے مرزا'' تو ہندوؤں کے لئے کرشن ہے'' مگر مرزائیوں کی ضد اور ہٹ دھرمی دیکھئے کہ ایک بار بھی آپ کو کرشن ماننے کے لیے تیار نہیں اور نہ ہی آپ کی کتابوں کے ٹائٹل پر آپ کو کرشن جی مہاراج لکھنے کے لیے تیار ہیں؟ ۔تو اس روحانی حقیقت اور خدا کے بار بار بتانے کا جھوٹ گھڑنے سے فائدہ ہی کیا نکلا کہ خود آپ کو ماننے کا دعویٰ کرنے والوں نے بھی نہیں مانا اور آپ جھوٹ گھڑ کر ذلیل و رسوا بھی ہو رہے ہیں۔

مرزا جی اور آگے بڑھ کر لکھتے ہیں:

''خدا کا وعدہ تھا کہ آخری زمانہ میں اُس کا بروز یعنی اوتار پیدا کرے۔سو یہ وعدہ میرے ظہور سے پورا ہوا۔منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ہے کرشن رودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی ہے۔سو مَیں کرشن سے محبت کرتا ہوں کیونکہ میں اس کا مظہر ہوں۔

(لیکچر سیالکوٹ ج۲۰ص۲۲۹)

ان حوالہ جات سے یہ بات واضح ہوگئی کہ کرشن اوتار ہونے کا جو ارمان مرزا کے دل میں مچل رہا تھا بالآخر اس نے دعوی کی شکل اختیار کر لی اور مرزا نے کرشن اوتار ہونے کا دعوی اپنے الہامات کی روشنی میں کر ڈالا۔اس دعویٰ کے بعد اس طرح کا کوئی نیا دعویٰ مرزا سے منقول نہیں اور نہ ہی زندگی کے اخیر لمحات تک سے اس سے تائب ہونے کا کوئی ثبوت ہے۔ بلکہ مرنے سے کچھ دنوں پہلے کی تصنیف تتمہ حقیقۃ الوحی میں مرزا نے اس دعوی کو مزید مدلل کر کے لکھا ہے:

''جیسا کہ آریہ قوم کے لوگ کرشن کے ظہور کا اِن دنوں میں انتظار کرتے ہیں وہ کرشن میں ہی ہوں۔اور یہ دعوی میری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے بار بار میرے پر ظاہر کیا ہے کہ جو کرشن آخری زمانہ میں ظاہر ہونے والا تھا وہ تُو ہی ہے آریوں کا بادشاہ''(تتمہ حقیقت الوحی خزائن ج۲۲ص۵۲۲)

ناظرین کرام! یہ ہے قادیانی کرشن کی وہ مختصر کہانی جو ۱۹۰۲ء سے شروع ہو کر مرتے دم

تک جاری رہتی ہے۔لیکن کمال ہے کہ کوئی مرزائی اپنے گرو جی کو کرشن اوتار کے نام سے متعارف کبھی نہیں کراتا بلکہ ہمیشہ اس کے لیے مہدی اور مسیح کا ٹائٹل استعمال کرتا ہے۔اور اسی عنوان سے وہ عام مسلمانوں کو دھوکہ دیتا ہے۔اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ کرشن کے دعوی میں جو کفر پوشیدہ ہے مرزائی اس کے نتائج سے گھبراتے ہیں۔

کرشن کی طرح خدائی کا دعوی

اس موقع سے مناسب معلوم ہوتا ہے مرزا کے دعوئ خدائی کی کچھ تفصیلات درج کردی جائیں تاکہ ناظرین کو یہ بھی معلوم ہو سکے کہ ہندو خیالات ونظریات کے مطابق جس طرح شری کرشن نے خدائی کا دعوی کیا تھا، اُسی طرح اِس افیونی اور مراقی ''قادیانی کرشن'' نے بھی خدائی کا دعوی کیا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس طرح کا دعوی کرنے والے مراقیوں کو ہمیشہ خود اپنے تھوکے کو ہی چاٹنا پڑتا ہے اسی طرح مرزا کو بھی چاٹنا پڑا لیکن دعوی سے پھر بھی باز نہ رہا۔ملاحظہ فرمائیے قادیانی کرشن کا خدائی کا دعویٰ:

مرزا قادیانی میں خدا حلول کر گیا

مرزا نے اپنی ایک کتاب ''کتاب البریہ'' میں لکھا ہے:

'' میں نے ارادہ کیا کہ اپنا جانشین بناؤں تو میں نے آدم کو یعنی تجھے (مرزا قادیانی کو) پیدا کیا ہے۔آواہَن، خدا تیرے اندر اُتر آیا''

(کتاب البریہ خ ج۱۳ص۱۰۲)

اس عبارت میں دو دعوے ہیں ایک یہ کہ آدم سے مراد مرزا قادیانی ہے اور دوسرا یہ کہ خدا مرزا کے اندر حلول کر کے اترا ہے۔

مرزا قادیانی اور خدا کے درمیان وَالِد اور وَلَد کی نسبت

''انت منی بمنزلة اولادی ''(خدا نے کہا اے مرزا) تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے۔ (اربعین نمبر ۴ خ ج۱۷ص۴۵۲)

''انت من مائنا و هم من فشل ''(خدانے بتایا کہ اے مرزا) تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور دوسرے لوگ فشل (خشکی) سے'' (تذکرہ ص ۳۹۲)

قرآن مجید نے واضح لفظوں میں ''وَ لَمْ یُوْلَدْ'' سے جس عقیدہ کی تردید کی ہے کہ خدا میں نہ تو والد کی نسبت ہے نہ مولود کی ؛ نہ وہ کسی کا مولود ہے اور نہ اس سے کوئی مولود ہے۔ اسی ممنوعہ لفظ کو استعمال کر کے مرزا قادیانی خدا کو والد کی نسبت دے رہا ہے گویا والد خدا ہے تو مولود (مرزا قادیانی) پھر خدا کیوں نہ ہوگا۔

مرزا قادیانی نے خود کو خدا یقین کیا

ایک جگہ قادیان کا کرشن مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''رأیتنی فی المنام عین الله و تیقنت اننی هو ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔
(آئینہ کمالات اسلام خ ج ۵ ص ۵۶۴)

اسکے بعد قادیان میں جنم لینے والے کرشن نے اپنے خدائی کی پوری تفصیل لکھی ہے کہ اس نے نیا آسمان بنایا، نئی زمین بنائی اور آسمان دنیا کو ستاروں سے مزین کیا وغیرہ۔

اس موقع سے مرزائی کہا کرتے ہیں کہ یہ تو خواب اور کشف کی بات ہے۔ لیکن انہیں یہ جواب یاد رکھنا چاہئے کہ مرزا نے خود خواب اور کشف کی جو حیثیت بیان کی ہے وہ یہ ہے:

''و لا یخفی علیک ان رؤیا الانبیاء وحیٌ'' یعنی انبیاء کا خواب وحی کے درجہ میں قطعی اور یقینی ہوتا ہے۔ (حمامۃ البشری خ ج ۷ ص ۱۹۰)

قارئین خود فیصلہ کریں کہ مرزا نے اپنے لیے نبوت اور مسیحیت کے مقام و مرتبہ کو چھوڑ کر ''کرشن اوتار'' ہونے کا فیصلہ جو کیا تھا جو دعویٰ خدائی سے بھلا کیوں کر باز رہتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کچھ مراق اور مالیخولیا کا کرشمہ تھا۔ لیکن جس طرح مرزائی آنکھ بند کر کے اس کے ہفوات پر ایمان لاتے ہیں اُسے دیکھ کر یہی کہا جائے گا کہ مرزائیوں نے اسے کرشن کے لقب سے متعارف نہ کرا کے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

مرزائی نظریات کی تردید اسلامی نقطہ نظر سے

قرآن مجید نے مختلف زاویے سے مسئلہ بروز و اوتار کی تردید کی ہے اور اس کے لیے اتنے اسلوب اپنائے ہیں کہ طالب حق کو کسی جہت سے بھی کوئی شک وشبہ نہ رہ جائے۔

چنانچہ سورۃ الاخلاص میں فرمایا گیا۔ قُلْ هُوَ اللهُ اَحَدٌ ۔ فرما دیجیے اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ اللہ ایک ہے۔ یہاں وَاحِدٌ نہیں بلکہ اَحَدٌ فرمایا گیا اس لیے کہ احد اور واحد میں فرق ہے۔ واحد کا جزو ہوتا ہے جیسے کہ نصف ثلث، ربع یہ سب واحد کے اجزا ہیں۔ لیکن احد کا کوئی جزو نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اس آیت سے جہاں تثلیث کی تردید کی گئی ہے وہیں لفظ احد سے ہی اوتار کا عقیدہ بھی باطل کیا گیا ہے۔ کیوں کہ وحدہٗ لا شریک کی شان سے بعید ہے کہ اس کا پورا حصہ یا کچھ حصہ ایک عورت کے پیٹ میں حلول کر کے بقیہ خدائی کرتا رہے۔

اللهُ الصَّمَدُ ۔ صمد کے معنی ہیں جو کسی کا محتاج نہ ہو۔ جو خدا دنیا میں برائی پھیلنے پر اسکی اصلاح کے لیے اپنے ظہور کے واسطے اوتار کی شکل میں کسی عورت کے پیٹ سے جنم لینے کا محتاج ہو وہ صمد نہیں ہوسکتا۔ اور ایسے ظہور کا مدعی قرآن کا منکر نہیں تو اور کیا ہوسکتا ہے؟۔

لَمْ یَلِدْ ۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کو پدری نسبت نہیں دے سکتا۔ جبکہ اوتار کی صورت میں پدری نسبت تسلیم کرنا لازم ٹھہرتا ہے۔ اور مرزا قادیانی اس کا مختلف انداز میں دعویدار بھی ہے۔ ایک جگہ کہتا ہے۔ اِسْمَعْ یَا وَلَدِی ۔ جس لفظ وَلَدَ، یَلِدُ کی تعبیر سے قرآن مجید نے ممانعت کی ہے اسی لفظ کو استعمال کر کے مرزا نے خود کو خدا کی اولاد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ دوسری جگہ دعویٰ کرتا ہے'' اَنْتَ مِنْ مَائِنَا وهم من فشل '' کہ مرزا جی کا وجود خدا کے نطفہ سے ہے اور بقیہ مرزائی فشل (خشکی) سے ہیں۔ یعنی خود ہی خدا بھی ہے اور اوتار کی شکل میں ظہور پذیر ہو کر خود ہی خدا کی اولاد بھی ہے۔

ہندووانہ عقائد و نظریات کے مطابق جیسا کہ شری کرشن جی اپنی والدہ مسماۃ ''دیوکی'' زوجہ باسدیو کے آٹھویں حمل سے مخلوق کی اصلاح کے لیے ظہور پذیر ہوئے اسی طرح پھر

وہی کرشن جی قادیان میں مسماۃ ''چراغ بی بی عرف گھسیٹی'' زوجہ غلام مرتضٰی کے پیٹ سے نہ معلوم کتنے حمل کے بعد ظہور پذیر ہو کر غلام احمد کے نام سے نامزد ہوئے۔ اب کبھی خدا کا جنم مان لینا، کبھی خدا ہو کر پھر خود ہی اس کی اولاد بن جانا، قرآن اور خدا کی وحدانیت کا انکار نہیں تو پھر اور کیا ہے؟۔

اس کے علاوہ ایک اور معمے کا حل آج تک مرزائیوں نے نہ کیا کہ ہندو مذہب کی تاریخ میں کرشن جی نے جب بھی اوتار کی شکل میں جنم لیا تو تنہا جنم لیا ہے کہیں ثابت نہیں کہ کرشن جی کی پیدائش جڑواں ہوئی ہو اور ان کے ساتھ ایک ہی حمل سے کوئی لڑکی بھی پیدا ہوئی ہو، لیکن مرزا جی نے جب قادیان میں اوتار کی شکل میں جنم لیا تو بقول ان کے ''پہلے وہ لڑکی (ماں کی) پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے مَیں (مرزا قادیانی) نکلا تھا'' (تریاق القلوب خ ص ۴۷۹ ج ۱۵) قادیانی کرشن جی کی زبان سے پیدائش کی یہ تعبیر کہ ''ماں کے پیٹ سے وہ نکلی تھی، میں نکلا تھا'' اِس میں ماں کی توہین ہے یا عزت؛ ہمیں اس سے سروکار نہیں۔ اگر مان ہی لیا جائے کہ قادیانیوں کے لیے یہ تعبیر بہت عمدہ ہے تو پھر بھی یہ سوال اپنی جگہ رہتا ہے کہ جب مرزا جی کرشن اوتار ہوئے تو اسی حمل سے پیدا شدہ اس لڑکی کو ''دیوی جی'' کیوں نہ کہا جائے بلکہ بجائے مرزا جی کے خود اس لڑکی ہی میں اوتار کی صفات کیوں نہ مانا جائے؟۔ مرزا جی تو مراقی، شرابی اور افیونی بھی تھے جبکہ وہ لڑکی معصوم تھی پھر مرزا جی کی وجہ تخصیص کیا ہے؟۔ دیکھئے مرزائی مہاشے اس معمہ کا کیا حل نکالتے ہیں؟۔

لَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ یعنی خدا کی ذات کے ساتھ برابری کرنے والا کوئی نہیں۔ جبکہ بروز، اوتار مان کر لازم ہے کہ سابقہ اور لاحقہ دونوں بروزں کو برابر مانا جائے۔ اور خدائی حیثیت میں ہندووانہ عقیدہ کے مطابق جو مقام و مرتبہ کرشن جی کا تھا وہی حیثیت و مرتبہ قادیان میں ظہور پذیر کرشن ثانی مرزا قادیانی کو بھی دیا جائے۔

اب ناظرین خود ہی فیصلہ کریں کہ کبھی خدا ہو کر اور کبھی خدا کی اولاد ہو کر اور کبھی بلفظ دیگر ''کرشن اوتار'' ہو کر، خدائی حیثیت میں برابری کے دعویدار مرزا قادیانی کا ایمان و

قرآن پر کیسے ہو سکتا ہے؟۔ اس کے مزید دلائل آپ حضرت مونا نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں۔

ناظرین کرام!

رسالہ ہٰذا سے استفادہ کو آسان تر بنانے کے لیے جو کچھ بندۂ ناچیز سے ہو سکا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) اس رسالہ کا کوئی قدیم نسخہ ہمیں دستیاب نہ ہو سکا اس لیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی جانب سے مطبوعہ نسخے پر ہی ہماری کتابت کا سارا دارومدار ہے۔

(۲) مرزائی کتب کے حوالوں میں قدیم صفحات کی جگہ مرزائیوں کی جانب سے طبع شدہ جدید سیٹ ''روحانی خزائن'' کے حوالے درج کیے گئے ہیں اور اس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ مرزا کی عبارتیں جس رسم الخط کے ساتھ اصل کتاب میں درج ہیں اُسی رسم الخط کے ساتھ نقل کی جائیں۔ اگر مرزا نے کسی لفظ کو ایک ساتھ ملا کر لکھا ہے تو ہم نے بھی اسی طرح ملا کر اس کی کتابت کی ہے تاکہ مرزائی اپنے نبی کی کلام میں تحریف و تاویل کا الزام نہ لگا سکیں۔ حتیٰ کہ علامات ترقیم، قومہ، ڈیس، زیر، زبر اور پیش وغیرہ بھی ویسے ہی لگائے گئے ہیں جیسا کہ مرزائی نبی کی کتاب میں درج ہے تاکہ مرزا کا سلطان القلم ہونا مرزائیوں پر بھی واضح ہو جائے۔

(۳) مضامین کے بعض اجزا عنوان نہ ہونے کے سبب واضح نہیں تھے، راقم نے مضمون کی مناسبت سے چند عنوانات کے اضافے کیے ہیں۔ مثلاً ایک جگہ مصنفؒ نے مرزائیوں کے ایک الزام کا نہایت مدلل اور پرمغز جواب دیا ہے اور مضمون بھی اہم ہے لیکن عنوان نہ ہونے کے سبب مضمون کی طرف پڑھنے والے کی توجہ کم ہوتی ہے۔ راقم نے ایسی جگہ ''ایک الزام اور اس کا جواب'' کا عنوان قائم کر دیا۔ اسی طرح مصنف نے ایک قادیانی مغالطے کا جواب دیا ہے اور صرف ''الجواب'' کا عنوان قائم کیا ہے۔ راقم نے اس سے پہلے ''قادیانی مغالطہ'' کے عنوان کا اضافہ کر کے قاری کے ذہن کو متوجہ کر دیا۔ اسی

طرح ایک جگہ ''مضحکہ خیز اختلافات'' اور ایک جگہ ''مرزا قادیانی کے چند پیغمبرانہ لطائف'' (غ کی جگہ گ سے) ''مرزائیوں کو پنڈت لکھنے اور کہنے میں ہم حق بجانب'' ''عیسائیوں کی جانب سے مرزائیوں کو اپنی برادری میں شامل کرنے کا اعلان'' وغیرہ عنوانات بڑھائے ہیں جو مصنف ؒ ہی کے مضامین سے اخذ کیے گئے ہیں جس سے مضامین کی طرف ذہن فوراً منتقل ہو جاتا ہے اور کتاب کے افادیت بھی نکھر کر سامنے آجاتی ہے۔

(۵) مصنف کا لب ولہجہ چونکہ مشرقی یوپی کا ہے تاہم کوشش کی گئی ہے کہ بغیر کسی حذف واضافہ کے علامات ترقیم کے ذریعہ واضح اور سلیس بنا دیا جائے۔ البتہ بعض مقامات پر اگر ضرورت پڑی تو بین القوسین مفید جملوں کا اضافہ کیا گیا یا پھر حاشیہ کا سہارا لیا گیا ہے۔

یہ رسالہ بھی کہیں دستیاب نہیں تھا اس کے لیے راقم نے مکرم جناب مولانا عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب مدظلہ، امیر ختم نبوت اکیڈمی لندن سے رابطہ کیا گیا۔ موصوف نے ہم کمزوروں کی سرپرستی فرماتے ہوئے بعجلت ممکنہ ہفتہ کے اندر اندر لندن سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کا مطبوعہ نسخہ فراہم کیا جس سے کام بہت آسان ہو گیا۔ اس سلسلہ میں ہم باوا صاحب اور ان کے واسطے سے عالمی مجلس کے ذمہ داران کے بھی ممنون ہیں کہ انھوں نے اکابر علماء کے اس قیمتی علمی ذخیرہ سے امت کو استفادے کا موقع فراہم کیا۔ **فجزاھمُ اللہ خیراً**۔

جدید کمپوزنگ وسیٹنگ کے ساتھ کتاب قارئین کے ہاتھوں میں ہے امید ہے کہ اگر کوئی خامی نظر آئے تو مطلع فرمائیں گے تاکہ آئندہ اس کی اصلاح کی جاسکے۔

شاہ عالم گورکھپوری
نائب ناظم، کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت
دارالعلوم دیوبند ۲۴ شعبان ۱۴۲۸ھ
۷ ستمبر ۲۰۰۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ (طبع اولیٰ)

نَحمدُہٗ و نُصلی علیٰ رَسولہِ الکریم۔

الحمدُ للہ وَ کفیٰ و سلامٌ عَلی عبادہِ الّذِین اصْطفیٰ امّا بعد!

برادرانِ اسلام! جماعت مرزائیہ نے ۱۰؍مارچ ۱۹۳۵ء کو اہل ہنود میں یوم تبلیغ مقرر کیا تھا۔ اس سلسلے میں ہماری طرف سے ایک ٹریکٹ بعنوان ''کرشن قادیانی آریہ تھے'' شائع ہوا تھا۔ جس میں نہایت صراحت سے مولانا، مولوی نور محمد خاں صاحب مبلغ ومناظر مدرسہ مظاہر علوم نے ثابت کیا تھا کہ حقیقۃً قادیان کے بروزی نبی آریہ تھے اور یہ سب کچھ مرزا قادیانی علیہ ماعلیہ کی کتب سے ثابت کیا گیا تھا۔ جو کچھ انھوں نے آریہ مذہب اور ویدوں کے متعلق لکھا ہے۔ لیکن بجائے اس کے کہ ''قادیانی مہاشے'' ہمارے مشکور ہوتے؛ بالعکس اس کے دو ماہ کے بعد اپنے شوریدہ سری اور مخبوط الحواسی کے ثبوت میں ہمارے رسالہ کا جواب معاندانہ طرز میں ایک خودرَو وجود یعنی ضیاع الحق نے اپنی بے کار کوشش اور بے علمی کی وجہ سے مرزائیت کا فریب طشت از بام کیا اور جماعتِ مرزا جوابِ ضیاع کو اپنی ہدایت کا سرمایہ بے مایہ سمجھی۔ جس کے پہلے صفحے پر مرزا قادیانی کی ایک نظم لکھی گئی ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے، مؤلف رسالہ نے مرزا قادیانی کی یہ مقدس نظم نہیں دیکھی جو مرزا قادیانی کے اعلی اخلاق کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ چنانچہ منشی سعد اللہ صاحب لدھیانوی کی شان میں فرماتے ہیں۔ وھو ھٰذا۔

ایک سگ دیوانہ لدھیانہ میں ہے — آج کل وہ خرشتر خانہ میں ہے
بد زباں بد گوہر و بدذات ہے — س کی نظم و نثر واہیات ہے
آدمیت سے نہیں ہے اس کو مس — ہے نجاست خوار وہ مثل مگس
سخت بد تہذیب اور منہ زور ہے — منہ پر آنکھیں ہیں مگر دل کور ہے

حق تعالیٰ کا وہ نافرمان ہے   آدمی کا ہے کو ہے شیطان ہے
چیختا بیحد ہے وہ مثل حمار   بھونکتا ہے مثل سگ وہ بار بار
جہل میں بوجہل کا سردار ہے   بولہب کے گھر کا برخوردار ہے
سخت دل نمرود یا شداد ہے   جانور ہے یا کہ آدم زاد ہے

دوسرے صفحے سے مؤلف رسالہ کے اباجان المعروف ''شیخ گجراتی'' برخوردار کے آگے آگے بدحواسی کے عالم میں نہایت پھس پھسے الفاظ میں مجلس احرار اسلام کے مجاہدانہ اقدام کا رونا رو رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ سرکاری نبی کی سرکاری امت کے دماغ کی کلّیں ڈھیلی پڑ گئی ہیں۔ کیونکہ یہ جماعت احرار ہی ہے جس نے ان کے رازہائے درون پردہ، کا تارو پود بکھیر کر رکھ دیا، ان کے عقائد باطلہ کی حقیقت واصلیت سے دنیائے اسلام کو آگاہ کیا، ان کے دجل وفریب کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑادیں، ان کی قادیانی حکومت کے عریاں نظارے، منظر عام پر آ گئے۔ اس لئے یہ جس قدر بھی روئیں اور بسوریں حق بجانب ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس جماعت کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ کا مصداق بن چکے ہیں۔ کیونکہ جب کبھی علماء حقہ کی طرف سے ان کو تبلیغ کی جاتی ہے تو یہ لوگ دلخراشی پر محمول کرتے آئے ہیں۔ بجائے راہ راست اختیار کرنے کے ان کو کفر بھی عین اسلام نظر آتا ہے۔ حق کو ناحق اور ناحق کو حق سمجھتے ہیں۔ چاہے کوئی نعوذ باللہ خدائے واحد لاشریک کو اپنا باپ کہے اور چاہے اپنا بیٹا، چاہے ایک قوم کو خود ہی دجال کہے اور اس کی ایجاد کردہ سواری کو خر دجال بتا کر اس پر سوار بھی ہو۔ خود اپنے غریبان میں منہ ڈال کر نہیں دیکھتے کہ دنیائے جہان کی کون سی گالی ہے، جو مرزا قادیانی نے علمائے اسلام کو نہ دی ہو ''ذریۃ البغایا'' جیسی ہزاروں گالیوں کی تصنیف کر ڈالیں لیکن اس بے حسی کا علاج، کوئی علاج نہیں۔ ان کو خود اپنے منہ کی گندگی محسوس نہیں ہوتی۔ واہ کیا خوب مرزا قادیانی اپنے حق میں اپنے قلم سے لکھ گئے ہیں۔

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بدزباں ہے
جس دل میں یہ نجاست بیت الخلاء یہی ہے (درثمین ص۸۲)

اب ناظرین کی توجہ اصلی مضمون کی طرف دلاتا ہوں کہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت تسلیم کرتی ہے کہ ''وید الہامی ہیں''۔ اس لئے یہ مذہب حق ہے کہ اس کے احکام، اسلام کے احکام جیسے ہیں۔ (اس پر دعویٰ اسلام ہے) اس لئے مرزا قادیانی، آریہ اپنے عقیدہ کی بنا پر ثابت ہو گئے۔ اور یہی حضرت مولانا نور محمد خاں صاحب نے ثابت کیا تھا۔ کیوں کہ از روئے شریعت آسمانی کتب صرف توریت، انجیل، اور زبور ہیں اور ساتھ ہی قرآن کریم نے ان کو محرف بھی بیان کر دیا ہے۔ باقی صحائف نازل ضرور ہوئے؛ لیکن نہ ان کا وجود ہے اور نہ شریعت نے انکے وجود کا حکم دیا۔ لہٰذا اس حکم شرعی کی روشنی میں مرزا قادیانی کے اقوال ویدوں کے متعلق ملاحظہ فرمائیں۔ پس جو لوگ مرزا قادیانی کی تائید کرتے ہیں اور شریعت کو تسلیم نہیں کرتے، دراصل وہ یہی جماعت ہے جو ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُھُمْ کی مصداق ہے اور خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ جن پر چسپاں ہوتا ہے۔

میرے حل طلب معمہ کو حل کرنے کے لیے مؤلف رسالہ اور ان کے ہونہار باپ ''شیخ گجراتی'' نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا ہے۔ لکھتے ہیں کہ ابوالفضل نے حل طلب معمہ میں آریہ زبان استعمال کر کے اپنے آریہ ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ ماشاءاللہ چشم بددور، کیا پیاری منطق ہے؟۔

ناظرین! یہ ہے ان کی ہمہ دانی کا ثبوت کہ اپنے خود ساختہ نبی کو الزام مذکور کی بنا پر خود ہی آریہ تسلیم کر لیا۔ وہ اس طرح کہ مرزا قادیانی کو سنسکرت میں بھی الہام ہوتے تھے، اگر سنسکرت کے بولنے اور لکھنے سے مسٹر فضل حق کے نزدیک کوئی آریہ ہو جاتا ہے، تو پھر مرزا قادیانی کو سنسکرت میں الہام ہونے کی وجہ سے کیوں نہ آریہ کہا جائے؟۔ یہ ہے آریہ ہونے کا ناقابل تردید ثبوت۔

دوسرے؛ مرزا قادیانی مدعی ہیں کہ میں کرشن ہوں اور میں ہی مسیح موعود ہوں۔ لہٰذا اس دلیل سے آپ کو آریہ کہا جائے تو ہرگز غلط نہیں ہے۔

علاوہ ازیں جس قدر مذاہب ہیں اپنے اپنے پیشواؤں کی تعلیم کے لحاظ سے (مسلمان) یہودی اور آریہ کہلاتے ہیں۔ کسی پیشوا کے نام کی مناسبت سے کوئی محمدی، یا موسوی، یا دیانندی وغیرہ نہیں کہلاتا۔ لہٰذا تمہارا خود کو احمدی لکھنا یہ گمراہی اور انتہائی جہالت کا ثبوت ہے۔ کیوں کہ مرزا قادیانی نے جو تعلیم پیش کی ہے اس کے لحاظ سے تمہیں خود کو آریہ یا عیسائی لکھنا چاہئے۔

تمہید کے اخیر میں مسٹر فضل حق، المعروف ''شیخ گجراتی'' اپنا نام صرف فضل احمدی لکھتے

ہیں۔معلوم ہوتا ہے:

راہ راست پر ہیں وہ خود آتے جاتے ہیں   تعلّی سے اپنے ہیں شرماتے جاتے
بزرگی کے دعوؤں سے پھرنے لگے ہیں   وہ خود اپنی نظروں سے گرنے لگے ہیں

مصنوعی ابوالنور والشّمس پر تبصرہ اور ضیاء کی جاں کنی

میری حقیقی کنیت بھی تمھیں ناگوار گزری، ورنہ اس میں برا ماننے کی کوئی بات نہ تھی۔ برخوردار! یہ نور، یوں نہیں ملتا، تا نہ بخشد خدائے بخشندہ! اگر میں نے اپنی کنیت ابوالمبارک یا ابوالخیر لکھی ہوتی، اس وقت اگر دون کی لیتے (شیخی بگھاڑتے) تو کچھ بے جا نہ ہوتا۔

یاد رکھو! ہمارا طریقہ بد دیانتی اور گالیاں دینا نہیں، جیسا کہ تمھاری جماعت کا شعار ہے۔ اس وجہ سے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تمھارے نام کی کچھ تحقیق کر کے ناظرین کو بتایا جائے تا کہ میرا مخاطب ضیاع الحق سمجھے کہ ان کی ضیاء میں ہمزہ حذف کے ساتھ موعود ساز کی عین کی تابعداری کی بنا پر اضافہ عین (ع) حق بجانب ہے۔

لہٰذا سمجھ لیجئے! آج سے ضیاع کے ساتھ انضمام حق پر الزام حق کا ثبوت ہوگا۔ فافہم نافہم!

جان من! یہ تمھاری قسمت کہاں تھی کہ ابوالنور والشّمس بنتے۔ تم کو تو خود تمھارے قلم نے ابوجہل، ابولہب بنا دیا۔   پڑا تمھیں ابھی دل جلوں سے کام نہیں
جلا کر خاک نہ کردوں تو شمس نام نہیں

محترم ناظرین! یہ تو ایک قادیانی کی ہرزہ سرائی کا جواب تھا، اسکے بعد مولانا نور محمد خانصاحب کا جواب الجواب مع اصل رسالہ ''کرشن قادیانی آریہ تھے'' پیش ناظرین کیا جاتا ہے امید ہے کہ بنظر تعمق ملاحظہ فرمائیں گے اور اس جماعت کے دجل و زور سے بچیں گے۔

والسلام
احقر العباد: ابوالفضل شمس النبی امروہوی
۱۲/مئی ۱۹۳۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرزا قادیانی آریہ تھے

۱۰/مارچ ۱۹۳۵ء کو قادیانی مسیح کے حواریوں نے دجل و کید کی تقسیم کے لیے ''برعکس نام نہند زنگی کافور'' یوم تبلیغ مقرر کیا ہے، جس میں سادہ لوح اور ناواقف مسلمانوں کے ایمان پر مہذب و غیر مہذب طریقہ سے غارت گری کی جائے گی۔ اور اس امر کی کوشش کی جائے گی کہ مسلمانوں کو حضرت صادق و مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلّ عاطفت سے نہایت فریب آمیز ذریعہ سے نکال کر ایک کاذب و مکذوب کے ظلمت فگن سائے میں کھڑا کر دیا جائے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ مرزائیت کے باوا آدم کے مکروفریب کا پردہ چاک کر کے اصل حقیقت آشکارہ کر دی جائے تا کہ مسلمان ایسے لوگوں سے محفوظ رہیں اور دوسروں کو بھی محفوظ کرنے کوشش کریں۔ کیوں کہ مرزا قادیانی باقرار خود مسلمان نہیں تھے، بلکہ آریہ اور پکے آریہ تھے۔ لہٰذا ان کو اور اُن کی امت کو کوئی حق نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں میں اپنے آریانہ اور ہندوانہ مذہب و ایمان کی تبلیغ کریں۔ کیوں کہ جب فتنۂ مرزائیت کے بانی منشی غلام احمد قادیانی کو اپنی روٹی کی فکر سے نجات ملی تو کہنے لگے کہ:

۱.....میں رسول ہوں۔ (دافع البلاء خزائن ج۱۸ص۲۳۱)
۲.....نبی ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ خزائن ج۱۸ص۲۰۶)
۳.....مسیح موعود ہوں۔ (کشف الغطاء خزائن ج۱۴ص۱۹۲)
۴.....مہدی ہوں۔ (نجم الہدیٰ خزائن ج۱۴ص۸۹،۹۰)
۵.....احمد مختار ہوں۔ (نزول المسیح خزائن ج۱۸ص۴۷۷)
۶.....حجر اسود ہوں۔ (اربعین نمبر۴ حاشیہ خزائن ج۱۷ص۴۴۵)
۷.....معجون مرکب ہوں۔ (تریاق القلوب خزائن ج۱۵ص۲۸۷)

۸......کرشن ہوں۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱)

۹......آریہ کا بادشاہ ہوں۔ (تذکرہ ص ۳۸۱)

۱۰......رُودّر گوپال ہوں۔ (تحفہ گولڑویہ حاشیہ خزائن ج ۱۷ ص ۳۱۶)

۱۱......چنیں ہوں اور چناں ہوں۔ (مزید تفصیل کتاب کفریات مرزا میں دیکھئے)

مگر وہ مرزا قادیانی جو بقول خود سب کچھ بنے اور اسلام کے واحد اجارہ دار بن کر اپنی مٹھی بھر جماعت کے علاوہ تمام اُن مسلمانوں کو جو اس آسمان کے نیچے آباد ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے اپنی نجات و ایمان کو وابستہ کیے ہوئے ہیں، کافر و بے ایمان، حرامزادے کہتے ہیں۔ (معاذ اللہ) آج میں ایسے ایمان دار کے ایمان کی حقیقت کو عریاں کرتا ہوں کہ وہ از روئے عقیدہ ایک ''آریہ'' تھے۔ اسلام سے ان کو کچھ بھی تعلق نہیں؛ تمھاری وجہ سے وہ آریہ بن کر آریوں کے بادشاہ بنے۔ چنانچہ آپ اپنی سلسلۂ تصنیف کی آخری کڑی ''پیغام صلح'' جیسی معتبر کتاب میں اپنے آریہ ہونے کا ناقابل تردید ثبوت پیش کرتے ہیں۔ غور سے ملاحظہ فرمائیے۔

۱......'' ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں اور اُس کے رشیوں کو بزرگ اور مقدس سمجھتے ہیں۔......اور وید ایک ایسی مجمل کتاب ہے کہ یہ تمام فرقے اُسی میں سے اپنے اپنے مطلب نکالتے ہیں۔ تاہم خدا کی تعلیم کے موافق ہمارا پختہ اعتقاد ہے کہ وید انسان کا افترا نہیں ہے''

(پیغام صلح خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۳)

۲......''ہمارے لئے وید کی سچائی کی یہی ایک دلیل کافی ہے کہ آریہ ورت کے کئی کروڑ آدمی ہزارہا برسوں سے اس کو خدا کا کلام جانتے ہیں اور ممکن نہیں کہ یہ عزت کسی ایسے کلام کو دی جائے جو کسی مفتری کا کلام ہے۔ اور پھر جب کہ ہم باوجود ان تمام مشکلات کے خدا سے ڈر کر وید کو خدا کا کلام جانتے ہیں'' (پیغام صلح خزائن ج ۲۳ ص ۴۵۴)

۳......''مگر وہ دلی صفائی جس کو درحقیقت صفائی کہنا چاہئیے۔ صرف اُسی حالت میں پیدا ہوگی۔ جبکہ آپ لوگ وید اور وید کے رشیوں کو سچے دل سے خدا کی طرف سے قبول کرلو گے۔'' (پیغام صلح خزائن ج ۲۳ ج ۴۵۸)

۴......''میں وید کو اس بات سے منزّہ سمجھتا ہوں۔ کہ اس نے کبھی اپنے کسی صفحہ پر ایسی تعلیم شائع کی ہو کہ جو نہ صرف خلاف عقل ہو بلکہ پرمیشر کی پاک ذات پر بخل اور پکش پات کا داغ لگاتی ہو''

(پیغام صلح خزائن ج ۲۳ ص ۴۴۸)

۵......''ماسوا اس کے صلح پسندوں کے لئے یہ ایک خوشی کا مقام ہے کہ جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے وہ تعلیم ویدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے'' (پیغام صلح خزائن ج ۲۳ ص ۴۴۵)

ناظرین کرام! مرزا قادیانی نے مذکورہ بالا حوالہ جات میں بڑی صفائی سے وید کو الہامی اور اس کی تعلیمات کو اسلامی تعلیمات تسلیم کرکے اپنے آریہ ہونے کا ناقابل انکار ثبوت پیش کیا ہے۔ جس سے علاوہ ہٹ دھرم مرزائیوں کے ہر منصف مزاج شخص یقین کرسکتا ہے کہ مرزا قادیانی واقعی پکے آریہ تھے اور اگر کوئی یہ کہے کہ مرزا قادیانی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

''وید ایک گمراہ کرنے والی کتاب ہے'' (چشمۂ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۷۷)

''وید خدا کا کلام نہیں اور قانون قدرت کے خلاف ہے''

(ملخصاً چشمۂ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۱۰۱)

تو اس کے جواب میں یہ گذارش ہے کہ:

''آخری عمر کے قول اور فعل قابل اعتبار ہیں۔ اور اس کے مخالف سب ردّی''

(ست بچن خزائن ج ۱۰ ص ۲۱۵)

لہٰذا مرزا قادیانی کے اس سے پہلے کے تمام اقوال جو مخالف ہیں وہ ردی اور ناقابل اعتبار ہیں اور مرزا قادیانی آریہ اور پکے آریہ ہیں۔

ایک اور طرح سے مرزا قادیانی کے
آریہ ہونے کا ثبوت

ہم تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ دنیا کا ذرّہ ذرّہ حادث ومخلوق ہے اور اگر بفرض اِس دنیا کے پہلے دنیا ہوتو وہ بھی حادث ومخلوق ہے۔ غرض یہ کہ دنیا اور اس کا سلسلہ (اگر ہو) سب کا سب حادث ہے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ کوئی نہ کوئی زمانہ ضرور ایسا گذرا ہے کہ اس وقت خدا تھا اور کوئی مخلوق نہ تھی۔ یہی معنیٰ آیت ’’ خَالِقُ کُلِّ شَیٍٔ‘‘ اور حدیث ’’ کَانَ اللّٰہُ وَ لَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیٌٔ ‘‘ کے ہیں۔ لیکن آریہ دھرم کا اصل اصول یہ ہے کہ چونکہ روح اور مادّہ قدیم ہیں، اس لیے سلسلۂ دنیا قدیم (ہے) اور اللہ تعالیٰ کے لیے کوئی وقت بھی ایسا نہیں ہوا کہ وہ تو ہو اور مخلوق، شخص، روح و مادّہ نہ ہو۔ مختصر یہ کہ آریہ دھرم کے نزدیک ’’روح ومادّہ کی قدامت کی وجہ سے سلسلہ دنیا قدیم ہے‘‘۔ دیکھو، ستیارتھ پرکاش ب ۸ ص ۴۳۔

لیکن یہ معلوم کر کے ہمارے ناظرین کو بڑی حیرت ہوگی کہ مرزا قادیانی بھی آریوں کے اِس عقیدہ ’’قدامت سلسلۂ دنیا‘‘ کے قائل ہیں۔ جس سے ان کے آریہ ہونے کا پہلو خوب روشن ہو جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں کہ:

’’ہم جانتے ہیں کہ خدا کے تمام صفات کبھی ہمیشہ کے لئے معطل نہیں ہوئے اور خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامت نوعی ضروری ہے‘‘

(چشمۂ معرفت خزائن ج ۲۳ ج ۱۶۹)

مرزا قادیانی کی اِس عبارت کی کامل وضاحت اُن کے سالے میر محمد اسحاق کی زبان سے سنئے، فرماتے ہیں:

۱...... ’’ہمارا ایمان ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے مالک ہے۔ اسی طرح وہ ہمیشہ سے خالق بھی ہے۔ وہ ہمیشہ سے پیدا کرتا اور فنا کرتا چلا آیا ہے۔ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی مخلوق اس کے ساتھ چلی آرہی ہے‘‘

(حدوث روح ومادہ ص ۳)

۲...... ’’یہی مذہب صحیح ہے کہ...... قدیم سے خدا تعالیٰ مخلوقات پیدا کرتا آیا ہے اور ابد تک پیدا کرتا رہے گا‘‘۔ (حدوث روح ومادہ ص ۷)

۳...... ’’جاننا چاہیئے کہ چونکہ بعض ناواقف مناظر جو اسلام کی تعلیم سے کما حقہ واقفیت نہیں رکھتے۔ سلسلہ کائنات کی ابتدا مانتے ہیں اور خدا کی صفت خلق کا ایک خاص وقت سے کام شروع کرنا تسلیم کرتے ہیں...... خدا کے خلق کرنے کی کوئی ابتدا نہیں۔ بلکہ جب سے خدا ہے (اور وہ ہمیشہ سے ہے) تبھی سے وہ مخلوق پیدا کرتا چلا آیا ہے اور جب تک وہ رہے گا اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس وقت تک وہ مخلوق پیدا کرتا چلا جائے گا۔ نہ خدا کے خلق کرنے کی ابتدا ہے نہ انتہا نہ پہلی مخلوق گذری ہے نہ آخری مخلوق پیدا ہوگی۔ بلکہ ہر مخلوق کے بعد مخلوق ہوگی اور سلسلہ پرواہ سے انادی ہے‘‘۔ (حدوث روح ومادہ ص ۲۴۴)

مختصر یہ کہ مرزا قادیانی آریوں کی طرح سلسلۂ کائنات کو قدیم اور وید کو الہامی کتاب مانتے ہیں اس لیے وہ پکے آریہ تھے۔ مرزا قادیانی کے امتیو! یہ تو بتلاؤ کہ جب تمھارے پیغمبر، وید کو الہامی اور اس کی تعلیمات کو اسلامی تسلیم کرتے ہیں اور سلسلہ کائنات کو قدیم کہتے ہیں، تو اب تمھارا آریوں کے مقابلہ میں الہام وید وغیرہ پر مناظرہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ اور کیا یہ مرزا قادیانی کی کھلی نافرمانی نہیں؟۔ جس کی سزا مرزا قادیانی کی وحی میں جہنم ہے۔ تو تیلی بھی کیا اور روکھا بھی کھایا۔ اللہ اکبر! مرزا قادیانی بقول خود وہ مسیح موعود ہیں، جو کفر وشرک مٹانے کے لئے اور ترقی اسلام اور توحید الٰہی کو اپنے مخصوص انداز میں پھیلانے کے لیے دنیا میں رونق افروز ہوئے تھے مگر افسوس کہ:

مرزا قادیانی نے مے پی کر یہ کیسی چال کی
محتسب سے جا ملے رندوں کے مخبر بن گئے

صداقت احمدیت کا جواب

ہمارے رسالہ کی اشاعت کا لازمی نتیجہ تھا کہ قصر مرزائیت میں زلزلہ آجائے اور کرشن قادیانی کے پجاریوں اور پنڈتوں میں صف ماتم بچھ جائے اور وہ منہ بسور بسور کر بیاس کے کنارے خیمہ زن قادیانی مستورات کی طرح سوگوارانہ حیثیت سے آنسو بہائیں۔ چنانچہ خردجال (ریل گاڑی) کے گارڈ مسٹر فضلہ اور اُن کے برخوردار ضیاع الحق جملہ مرزائی اسلحہ سے مسلح ہو کر سامنے آئے اور بزرگوار کی طرح گولیوں اور گندگیوں اور بدکلامیوں کا ایک دفتر (صداقت احمدیت) کے نام سے پیش کیا۔ ان ابوجہل و ابولہب کی گالیوں و دریدہ دہنیوں کے جواب میں وہی عرض کروں گا کہ جو میرے سچے رہنما و سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ''اَللّٰھُمَّ اِھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لاَ یَعْلَمُوْنَ ،او کما قال'' مرزائیت کے خردار و برخوردار تو اپنے باوا جی سنت پر عمل کر رہے ہیں کہ ان کے بزرگوار کی دشنام آلود تیر سے نہ خالق محفوظ رہا نہ مخلوق۔

اور میں اپنے پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت حسنہ پر عمل کروں گا، جو گالیوں کے معاوضہ میں دعائیں فرماتے تھے۔ انشاءعنقریب میرا رسالہ ''مغلظات مرزا'' نامی منصۂ شہود پر آنے والا ہے۔ جس میں منشی غلام احمد قادیانی کے بیشمار گالیوں کو یکجا کر کے ان کی اخلاقی تصویر کو عریاں کیا گیا ہے۔ جس سے مرزائیت کے نومولود نبی جی کے ایمان و اسلام کے ساتھ ساتھ تبلیغ اسلام کی فریب کاریاں بھی ظاہر ہو جائیں گی۔

میں نے اپنے رسالہ میں مرزا قادیانی کے آریہ ہونے کے ثبوت میں دو چیزیں پیش کی تھیں۔ اوّل یہ کہ مرزا قادیانی، قادیانی پیگمبر نے آریوں کے وید کو خدا کی ایسی الہامی کتاب مانا ہے، جو ہر قسم کی غلطیوں سے پاک ہے اور اسلام کی تمام تر تعلیمات ویدک مت کے کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔ تو اس اقرار و تسلیم کا لازمی نتیجہ یہ ہی ہوگا کہ وید ایسی الہامی کتاب ہے جس کی رہبری و رہنمائی میں انسان نہ صرف خدا پرست بن سکتا ہے،

بلکہ الہامی کتاب اور اسلامی تعلیم کی موافقت کی وجہ سے انسان خدا پرست بنے گا۔ اگرچہ مرزا جی اپنی مشہور بدحواسی کی وجہ سے یہ بھی کہہ گئے کہ:

''وید خدا کا کلام نہیں اور قانون قدرت کے خلاف ہے''

(چشمہ معرفت ملخصا خزائن ج ۲۳ ص ۹۷، ۱۰۱)

''اور وید ایک گمراہ کرنے والی کتاب ہے'' (حوالہ مذکور خزائن ص ۷۷)

مگر مرزائیت کے اس مصنوعی رسول کی مضحکہ انگیز اختلاف بیانی سے قطع نظر کرتے ہوئے صرف اس حقیقت کو آشکارہ کرنا منظور ہے کہ غلمدیت کا آسمانی دولہا وید کو الہامی ماننے اور ہر قسم کی غلطیوں سے پاک سمجھنے اور اس کو اسلامی تعلیم کا مرقع سمجھنے کی وجہ سے آریہ تھے۔

اس وجہ کی جواب دہی میں مرزائیت کے کاسہ لیس ابولہب برخردار نے حسب سنت مرزا، آئیں بائیں شائیں کر کے اپنے حجر اسود کے آریہ پن کو چھپانے کی اِس طرح کوشش کی کہ ان کا آریہ ہونا خود، برخردار کے ہاتھوں ظاہر ہو گیا۔ کیوں کہ ابولہب برخوردار کو یہ تسلیم ہے کہ ہمارے قادیان کے ابا جان، وید کو خدا کی کتاب مانتے ہیں۔ مگر یہ کہتے ہیں کہ وید کی تعلیم پورے طور پر کسی فرقے کو خدا پرست نہیں بنا سکتی اور نہ بنا سکتی تھی۔ لیکن اس ارشاد مرزا قادیانی کے ساتھ ہی اس عبارت کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا کہ:

'' جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے وہ تعلیم ویدک تعلیم کے کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے''۔ (پیغام اصلح خزائن ج ۲۳ ص ۴۴۵)

جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اسلام کی تمام تعلیمات کا ذخیرہ ویدک مت کی صرف ایک شاخ میں موجود ہے۔ تو پھر کیوں ایسی کتاب خدا پرست نہیں بنا سکتی اور غور تو کرو کہ تمھارے نبی مرزا قادیانی وید کو الہامی کتاب ماننے کے باوجود بھی یہ کہتے ہیں کہ خدا پرست نہیں بنا سکتی اور نہ بنا سکتی تھی۔ کیا کوئی الہامی کتاب ایسی بھی ہے جس کی تعلیم نے کبھی کسی کو خدا پرست نہیں بنایا اور نہ بنا سکے گی؟۔

ناظرین! مرزا قادیانی کے ان الفاظ ''نہیں بنا سکتی اور نہ بنا سکتی تھی'' کو انصاف سے

دیکھیں کہ یہ صحیح ہے یا صرف مراقی دماغ کی پیداوار ہے۔ مرزائیت کے بت کے پجاریو! اسی برتے پر سامنے آئے ہو، یادرکھو! مرزا قادیانی کو ''آریہ مت'' سے نکالنا آگ کے انگاروں پر کھیلنا ہے۔

ایک الزام اوراس کا جواب

برخوردارِ ابولہب نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے مرزا قادیانی کی عبارتوں میں تحریف کی ہے۔ مگر یادرکھو! میں اور میرا قلم، اس قسم کی تحریف سازیوں سے پاک اور بالکل پاک ہے۔ البتہ دیکھو کہ یہ قادیان کے ''معجون مرکب'' کی تحریف سازیوں نے کس قدر دھوم مچارکھی ہے کہ آپ کی یہودیانہ خصلتوں سے نہ قرآن کریم محفوظ رہا نہ احادیث کا مقدس ذخیرہ، نہ اولیاء کی کتابیں نہ علماء کے نوشتہ جات۔ اب اپنے پیغمبر کی تحریفات سنو!۔

۱......''اورمیرے وقت میں فرشتوں اورشیاطین کا آخری جنگ ہے۔ اورخدا اسوقت وُہ نشان دکھائیگا جواُس نے کبھی دکھائے نہیں گویاخدازمین پر خوداُتر آئیگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے کہ **یوم یاتی ربک فی ظلل من الغمام**۔ (حقیقۃص ۱۵۸مطبوعہ ۱۹۰۷ءقادیان)

بتاؤیہ عربی عبارت قرآن کریم میں کس جگہ ہے؟[۱]

۳......''جواب شبہات **الخطاب الملیح فی تحقیق المھدی و المسیح** جومولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے خرافات کا مجموعہ ہے''

(ضمیمہ براہین احمدیہ خزائن ج۲۱ص ۳۷۱)

حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب تصنیف کردہ نہیں ہے۔

۴......''مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اورمولوی اسمٰعیل علیگڈھ

[۱] قرآن مجید میں تحریف کی یہ بدترین مثال ہے جومرزانے کی ہے۔ اصل آیت اِس طرح ہے'' **هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّأْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ** ،البقرۃ ۲۱۱'' اگرچہ نبی کے کلام وبیان میں اس کی امت کے لیے جائزنہیں کہ کوئی تغیر وتبدل کرے لیکن روحانی خزائن کے نام سے طبع شدہ موجودہ ایڈیشن کے ص ۱۵۸ میں مرزائیوں نے اپنے افیونی نبی کی اِس بھیانک غلطی کی تصحیح کرڈالی ہے، خدا کرے کہ اُن کومرزا کے دعوی نبوت ومسیحیت کی تصحیح کی بھی توفیق ملے۔ شاہ عالم۔

والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گااورضرورہم سے پہلے مرے گا کیونکہ کاذب ہے۔''

(اربعین نمبر۳خزائن ج ۱۷ص ۳۹۴ ،ضمیمہ تحفہ گولڑویہ خزائن ج ۱۷ص ۴۵)

سہارنپور میں نجاست پھیلانے والے غلمدیو! بتاؤیہ مضمون موصوف الصدرمولوی صاحبان نے اپنی کس کتاب میں لکھاہے؟ اگرتطویل مانع نہ ہوتی توتمھارے کرشن اوتار کی فریب کاریوں، تحریف سازیوں، مغالطہ دہیوں کو پورے طور پرلکھ کر بتایا جاتا کہ اے ابوجہل اورابولہب تیرے پیغمبر کی یہ پیغمبرانہ کاروائیاں ہیں۔ اگرخودشرم وندامت ہےتوڈوب مرو۔

قادیانی مغالطہ

ابولہب یہ بھی کہتاہے کیا آپ یا آپ کی طرح تمام مسلمان جوحضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے مصدق اوراورتورات کوخدا کی طرف سے ماننے والے ہیں سب کے یہودی ہیں۔

الجواب

تورات کی الہامیت اورحضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی تصدیق کرنااس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معین کرکے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی ہیں اوران پرایک کتاب تورات نازل ہوئی ہے۔ جواس وقت محرف موجود ہے۔ بخلاف اس امر کے کہ اللہ تعالیٰ نے وید کے الہامی ہونے اوراس کے رشیوں کی نبوت کی تعیین کرکے مسلمانوں کو تصدیق کرنے کا حکم نہیں فرمایا۔ لہٰذا جوشخص فرمودۂ الٰہی کے خلاف جزم ویقین کے ساتھ وید کوخدا کی کتاب مانے اوراس کی تعلیمات کواسلام کی تعلیمات کے موافق کہے، اس کے آریہ ہونے میں کیاشک ہے۔

اور'' **وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ** :الرعد۷، **وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ**: فاطر۲۴۔ کے رُو سے آریوں کے رشیوں کی نبوت اور وید کی الہامیت جزم ویقین کے ساتھ یقین نہیں

ہوسکتی۔البتہ ممکن ہے کہ اس قوم میں بھی ہادی ورہنما آئے ہوں، فافتر قا! اس لیے محض اس طرح سے کہنے میں نہ کوئی آریہ ہوسکتا ہے اور نہ ہندو۔ بلکہ مرزا قادیانی کی جو حیثیت اس سلسلہ میں پیش کی گئی ہے، وہ نرالی ہے اور ان کے آریہ ہونے کے لیے کافی وزائد ہے۔

دوسری وجہ یہ پیش کی گئی تھی کہ مرزا قادیانی بھی آریوں کی طرح سلسلۂ دنیا کو قدیم وازلی مانتے ہیں۔جیسا کہ رسالہ ہٰذا سے ظاہر ہے اور سالے صاحب نے بھی اپنے بہنوئی کی اس معاملہ میں تائید کی ہے۔اس پر ابوجہل کے برخردار ابولہب نے وہ لکھا کہ جس سے ان کی لہابت و جہالت نقش کالحجر ہوگئی ؛ دیکھئے کس منطقیانہ انداز میں کہتے ہیں کہ لفظ مخلوق خود بتا رہا ہے کہ یہ قدامت کا مقتضی نہیں ۔اس کے معنی یہی ہوئے کہ مخلوق میں قدیم ہونے کا اقتضاء نہیں ہے۔ بہت اچھا؛ درست ہے۔لیکن آگے اپنے علم وخرد کی نمائش اس طرح کرتے ہیں:

''بلکہ مخلوق جس صفت قدیم کا نتیجہ ہے۔اس پر نظر کر کے اگر اس کی قدامت نوعی تسلیم کی جائے تو پھر کیا مخلوق مخلوق نہیں رہتی''۔

جبکہ مخلوق میں نہ قدامت کی صلاحیت ہے نہ اقتضاء تو پھر کیسے وہ قدیم ہوسکتی ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ برخوردار نے قدامت نوعی کے معنی بالکل نہیں سمجھے اسی وجہ سے یہ بھول بھلیاں میں مبتلا ہیں۔چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

''مخلوق کی قدامت نوعی (نہ کہ قدامت حقیقی) تسلیم کی ہے''۔

(چشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۱۶۹)

اس بے چارے ابولہب ابوجہل اور اسی طرح اور بھی جو شیخ نجدی وغیرہ یہاں موجود ہیں کسی کی سمجھ میں یہ مضمون نہیں آیا اور بغیر سمجھے بوجھے گھوڑے دوڑائے ہیں۔چنانچہ ایک اور ابوالہبی لطیفہ سنیے!

''پس جب صفت خلق ہے تبھی سے مخلوق ہے اور چونکہ صفت خلق مخلوق نہیں۔بلکہ قدیم ہے مگر مخلوق حادث ہے۔پس صفت کی قدامت کو مدنظر رکھتے ہوئے مخلوق کی قدامت نوعی تسلیم کی جاسکتی ہے'' (ص ۱۸)

اوّل جملہ میں صفت خلق کے ساتھ مخلوق کا ہونا بتایا گیا ہے مگر پھر یہ کہا کہ مخلوق حادث ہے بایں ہمہ اس کی قدامت تسلیم کی جاسکتی ہے۔یہ مضحکہ انگیز اختلاف بتا رہا ہے کہ لکھنے والے کا دماغی پرزہ خراب ہو چکا ہے۔

مضحکہ خیز اختلافات

علاوہ اس اختلاف وافتراق مضامین کے مرزائیوں کے خلیفہ کے بھی خلاف ہے۔ خلیفہ مرزا کہتا ہے:

''لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے قدامت نوعی کا بھی وہ مفہوم نہیں لیا جو دوسرے لوگ لیتے ہیں۔جو یہ ہے کہ جب سے خدا ہے تب سے مخلوق ہے۔یہ ایک بیہودہ عقیدہ ہے اور نہ مسیح موعود اس کے قائل ہیں۔یہ کہنا کہ جب سے خدا ہے تب سے مخلوق ہے اس کے دو معنی ہوسکتے ہیں۔اور دونوں باطل ہیں''۔(مسیح موعود کے کارنامے ص ۳۹)

تعطل صفات کا مسئلہ تم بے چارے تو کس کھیت کے مولی ہو؛ تمھارے نبی مرزا قادیانی اور ان کے دستر خوان کے ریزہ چینوں کے دماغ میں نہیں آیا۔اس وجہ سے وہ قدامت مخلوق کے قائل ہیں۔سنو! علم کلام میں یہ مسئلہ مکمل طور پر بیا کیا گیا ہے کہ صفت خلق وملک وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات اضافی ہیں۔جن میں یہ صفت تو قدیم ہے، مگر اس کا تعلق حادث ہوتا ہے۔اس لیے صفت خلق قدیم مگر اس کا تعلق (مخلوق) حادث ہے۔

مرزا قادیانی کے چند پیغمبرانہ لطائف (بہ لفظ گاف)

اس سلسلہ میں میں چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی کے چند پیغمبرانہ لطائف ناظرین کے تفنن طبع کے لیے پیش کروں۔

۱.....''ہم جانتے ہیں کہ خدا کے تمام صفات کبھی ہمیشہ کے لئے معطل نہیں ہوئے''

(چشمۂ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۱۶۹)

۲......''ہم نے ہمیشہ کے لئے اس لئے شرط لگادی ہے کہ خدا کی صفات میں سے ایک وحدت بھی ہے کیونکہ اُس کی ذات کے لئے کسی دوسری چیز کا وجود ضروری نہیں اس لئے وہ بھی زمانہ آئے گا کہ خدا کل نقش موجودات کا مٹادے گا تا اپنی وحدت کی صفت کو ثابت کرے اور ایسا ہی پہلے بھی زمانہ آچکا ہے'' (چشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۱۶۹)

نور! ان دونوں عبارتوں کا مطلب یہ ہوا کہ باری تعالیٰ کی صفات کبھی نہ کبھی ضرور معطل ہوگی۔ مگر مرزا قادیانی کا یہ فرمانا غلط ہوگیا کہ ''خدا تعالیٰ کی قدیم صفات پر نظر کر کے مخلوق کے لئے قدامت نوعی ضروری ہے'' (چشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۱۶۹)

میں کہتا ہوں کہ جب آپ نے خدا کی وحدت محضہ ثابت کرنے کے لیے صفات کا تعطل جائز رکھا ہے۔ اسی طرح ممکن ہے کہ صفت خالقیت معطل ہو اور سلسلہ دنیا پیدا نہ ہو۔ پھر قدامت نوعی کیسی اور کیوں؟۔ اسی کے موافق ایک اور حوالہ سنئے! جس کو میں ہندسے لگا کر فقروں میں تقسیم کرتا ہوں۔

۱ ''بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ دائمی طور پر تعطّل صفات الٰہیہ کبھی نہیں ہوتا''

۲ ''اور بجز خدا کے کسی چیز کے لئے قدامت شخصی تو نہیں مگر قدامت نوعی ضروری ہے''

۳ ''اور خدا کی کسی صفت کیلئے تعطّل دائمی تو نہیں مگر تعطّل میعادی کا ہونا ضروری ہے''

۴ ''اور چونکہ صفت ایجاد اور صفت اِفنا باہم متضاد ہیں اس لئے جب افنا کی صفت کا ایک کامل دور آجاتا ہے تو صفت ایجاد ایک میعاد تک معطل رہتی ہے۔''

۵ ''غرض ابتدا میں خدا کی صفت وحدت کا دور تھا اور ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس دَور نے کتنی دفعہ ظہور کیا بلکہ یہ دَور قدیم اور غیر متناہی ہے بہر حال صفت وحدت کے دَور کو دُوسری صفات پر تقدّم زمانی ہے''۔

۶ ''پس اسی بناء پر کہا جاتا ہے کہ ابتداء میں خدا اکیلا تھا اور اُس کے ساتھ کوئی نہ تھا اور پھر خدا نے زمین و آسمان کو اور جو کچھ ان میں ہے پیدا کیا''

(چشمہ معرفت خزائن ج ۲۳ ص ۲۷۵)

حضرات غور فرمائیے! ایک ہی حوالہ میں قادیانیوں کا سلطان المتکلمین کیسی مضحکہ انگیز بیانیوں میں مبتلا ہے اور کیا کوئی ان حوالہ جات کو دیکھ کر یہ کہہ سکتا ہے ان کا لکھنے والا قدامت نوعی کا قائل ہے؟۔ ''اِلاّ مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ'' اس کے خلاف ملاحظہ فرمائیے۔

۱......''اس (خدا) کے اسماء اور صفات کبھی معطّل نہیں ہوسکتے''

(چشمہ مسیحی خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۰)

۲......''خدا تعالیٰ کی صفات کو معطّل کرنے والے سخت بدقسمت لوگ ہیں''

(چشمہ مسیحی خزائن ج ۲۰ ص ۳۸۳)

۳......''یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے صفات کبھی معطل نہیں ہوتے''۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۵)

ان سب کے خلاف ایک اور حوالہ سنئے!

۱......''یاد رہے کہ جس طرح ستارے ہمیشہ نوبت بہ نوبت طلوع کرتے رہتے ہیں اسی طرح خدا کے صفات بھی طلوع کرتے رہتے ہیں۔ کبھی انسان خدا کے صفاتِ جلالیہ اور استغنائے ذاتی کے پرتوہ کے نیچے ہوتا ہے اور کبھی صفات جمالیہ کا پرتوہ اس پر پڑتا ہے۔ اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَانٍ''

(چشمہ مسیحی خزائن ج ۲۰ ص ۳۶۹)

نور! ناظرین کرام! ان اختلاف بیانیوں کے باوجود بھی کرشن قادیانی اپنے آرین عقائد کے رُو سے آریہ اور پکے آریہ تھے۔ خر دجال کے محافظ اور اس کے حاشیہ نشین تو بے چارے کیا اس گورکھ دھندے کو درست کر سکتے ہیں؛ اگر پنڈت نورالدین، پنڈت محمود، پنڈت محمد علی، بلکہ خود ان کے مہا گُرو بھی اپنی پوری قوت صرف کر دیں تو اس الجھی ہوئی گتھی کو نہیں سلجھا سکتے ہیں۔ اگر ہمت ہو تو اپنے اوّلین و آخرین کو لے کر آؤ اور پیغمبر مرزا قادیانی کو آریہ ہونے سے نکالو۔

مرزائیوں کو پنڈت لکھنے اور کہنے میں حق بجانب

اسی آریہ ہونے کی وجہ سے مرزا قادیانی کی زندگی میں بزبان ہندی ایک منظوم رسالہ ’’کرشن اوتار‘‘ نامی قادیان سے شائع ہوا تھا۔ جس میں مرزا قادیانی اور انکے دم چھلوں کے محاسن بیان کئے گئے تھے اور مرزا قادیانی کے اوّل یار (نورالدین) کے حق میں یہ شعر تھا۔

پہلے پریم پنتھ جو رانچے
نوردین پنڈت واہو سانچے

اس لیے غلمدیت کے تمام پجاریوں کو پنڈت لکھنے اور کہنے میں ہم حق بجانب ہیں۔

کرشن قادیانی عیسائی تھے

اب میں ناظرین کی معلومات کے لیے اس حقیقت سے بھی پردہ اٹھاتا ہوں کہ کرشن قادیانی عیسائی تھے۔ اس لیے کہ عیسائیوں کا اصل اصول عقیدہ تثلیث ہے۔ جس کے مرزا قادیانی قائل تھے۔ دوسرے مرزا قادیانی عیسائیوں کی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ ان کو یہودیوں نے مصلوب کیا اور مردہ سمجھ کر دفن کر دیا تھا۔ مگر حقیقت میں وہ صلیب پر مرے نہیں تھے بلکہ مردہ جیسے ہوگئے تھے۔ اسی وجہ سے موجودہ عیسائی مرزا قادیانی اور ان کے تمام حواریوں کو اپنی برادری میں شامل سمجھتے ہیں۔

پاک تثلیث مرزا

’’اگر یہ استفسار ہو کہ جس خاصیت اور قوت روحانی میں یہ عاجز اور مسیح بن مریم مشابہت رکھتے ہیں وہ کیا شئے ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایک مجموعی خاصیت ہے جو ہم دونوں کے روحانی قویٰ میں ایک خاص طور پر رکھی گئی ہے جس کے سلسلہ کی ایک طرف نیچے کو اور ایک طرف اُوپر کو جاتی ہے۔ نیچے کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی دل سوزی اور غم خواری خلق اللہ ہے جو داعی الی اللہ اور اُسکے

مستعد شاگردوں میں ایک نہایت مضبوط تعلق اور جوڑ بخش کر نورانی قوت کو جو داعی الی اللہ کے نفس پاک میں موجود ہے ان تمام سرسبز شاخوں میں پھیلاتی ہے۔ اُوپر کی طرف سے مراد وہ اعلیٰ درجہ کی محبت قوی ایمان سے ملی ہوئی ہے جو اوّل بندہ کے دل میں بارادہ الٰہی پیدا ہو کر رب قدیر کی محبت کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور پھر اُن دونوں محبتوں کے ملنے سے جو درحقیقت نر اور مادہ کا حکم رکھتی ہیں ایک مستحکم رشتہ اور ایک شدید مواصلت خالق اور مخلوق میں پیدا ہو کر الٰہی محبت کے چمکنے والی آگ سے جو مخلوق کی ہیزم مثال محبت کو پکڑ لیتی ہے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاتی ہے جس کا نام روح القدس ہے۔ سو اس درجہ کے انسان کی روحانی پیدائش اس وقت سے سمجھی جاتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ اپنے ارادہ خاص سے اس میں اس طور کی محبت پیدا کر دیتا ہے اور اس مقام اور اس مرتبہ کی محبت میں بطور استعارہ یہ کہنا بے جا نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت سے بھری ہوئی روح اس انسانی روح کو جو بارادہ الٰہی اب محبت سے بھر گئی ہے ایک نیا تولّد بخشتی ہے۔ اسی وجہ سے اس محبت کی بھری ہوئی روح کو خدا تعالےٰ کی روح سے جو نافخ المحبت ہے استعارہ کے طور پر ابنیت کا علاقہ ہوتا ہے اور چونکہ روح القدس اِن دونوں کے ملنے سے انسان کے دل میں پیدا ہوتی ہے اس لئے کہہ سکتے ہیں کہ وہ اِن دونوں کے لئے بطور ابن ہے اور یہی پاک تثلیث ہے جو اس درجہ محبت کے لئے ضروری ہے جسکو ناپاک طبیعتوں نے مشرکانہ طور پر سمجھ لیا ہے اور ذرہ امکان کو جو ہالکۃ الذات باطلۃ الحقیقت ہے حضرت اعلیٰ واجب الوجود کے ساتھ برابر ٹھہرا دیا ہے۔

(توضیح مرام خزائن ج۳ ص۶۱، ۶۲)

ناظرین کرام! مرزا قادیانی نے اپنی پاک تثلیث کی ایسی خوبی سے تشریح کی ہے کہ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی!

عیسائیوں کی جانب سے مرزائیوں کو
اپنی برادری میں شامل کرنے کا اعلان

مرزا قادیانی کے اس عقیدہ پاک تثلیث اور دوسرے امر مذکور کو دیکھ کر عیسائیوں نے مرزائیوں کو اپنی برادری میں شامل کر کے یہ اعلان کیا:

۱......''اس کی کیا وجہ ہے کہ اہل اسلام مرزائیت کو مسیحیت اس کے اماموں کو پادری اور پیروؤں کو عیسائی اور تمام احمدیہ جماعت کو مسیحی امت کہتے ہیں؟۔ جواب یہ ہے کہ آج تک مسلمان یہ مانتے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہودیوں نے صلیب نہیں دی۔ مگر مرزائی کہتے ہیں کہ ان کو یہودیوں نے مصلوب کیا اور یہ سمجھ کر دفن بھی کر دیا کہ وہ مر گئے۔ مگر دراصل وہ صلیب پر مرے نہ تھے۔ بلکہ مردہ سا ہو گئے۔ یعنی مسیحیوں کا سارا عقیدہ مان گئے۔ صرف سا کی کسر رہ گئی۔ اب ہمیں مسلمانوں کو یہ منوانا سہل ہو گیا کہ حضرت مسیح مصلوب ہو گئے اور اسی پر تمام مسیحی دین کا دارومدار ہے کیونکہ پولوس رسول فرماتے ہیں کہ اگر مسیح مصلوب نہیں ہوا تو تمہارا ایمان بے فائدہ ہے۔ ۴۰ کروڑ مسلمانان عالم کو مسیح کی مصلوبیت منواتے پنجابی نبی خدا جانے کس منہ سے کہتے پھرے کہ میرے دم سے عیسائیت کا نام ونشان مٹ جائے گا''

(مسیحی رسالہ المائدۃ بابت ماہ مارچ ۱۹۳۵ء ص۴ لاہور)

رسالہ المائدہ کے مدیر ایم کے خان نے مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسریؒ کو ایک خط لکھا ہے۔ جس کو مولانا موصوف نے اپنے اخبار اہل حدیث مورخہ ۳رمئی ۱۹۳۵ء میں درج کیا ہے۔ اس جگہ اخبار مذکور سے وہ خط نقل کیا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں کہ:

۲......''ہم ہیں اصل عیسیٰ مسیح کے ماننے والے اصلی مسیحی، اور الفضلی اور پیغامی ہیں نقلی وجعلی مسیح موعود کے پیرو، یعنی نقلی وفرضی مسیحی ہم اپنے اماموں کو پادری کہتے ہیں۔ اس لئے ہماری مناسبت سے انہیں بھی پادری کہنا

اور پادری کہلانا ضروری ہے''

نور! ان دونوں بھائیوں عیسائیوں ومرزائیوں میں جو اصل ونقلی عیسائی ومسیحی ہونے میں جھگڑا ہے تو اس میں ہم مسلمانوں کو دخل در معقولات کا کوئی حق نہیں لیکن اگر ناگوار خاطر نہ ہو تو میں عیسائی دوستوں سے یہ گذارش کروں گا کہ مرزائی صاحبان آپ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ اگر چھوٹا بھائی ناراض ہو گیا ہے تو بڑے بھائی کو چاہیئے کہ اپنے لطف و کرم سے اس کو راضی کرے۔ مگر یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ آپ دو بھائیوں میں صلح و صفائی کے تمام مراحل طے ہو گئے ہیں۔ صرف ایک ''سا'' کی کسر رہ گئی ہے۔ خدا کرے یہ ''سا'' بھی مٹ جائے اور دونوں بھائیوں میں حقیقی برادرانہ سلوک پیدا ہو جائے۔ آمین!

بہر حال اللہ کے فضل وکرم سے یہ حقیقت آشکارہ ہو گئی کہ کرشن قادیانی آریہ تھے یا عیسائی۔ اسلام میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں۔

میرے پہلو سے گیا، پالا ستمگر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

نوٹ: اگر کوئی خرد جال کے (ریل گاڑی) ''گارڈ'' یا یاجوج ماجوج کے پوسٹ آفس کے کلرک، یا نئے نبی مرزا قادیانی کے کوئی نئے امتی، یا دندان ساز...... وغیرہ اپنے پیغمبر مرزا قادیانی کے آریہ پن اور ہندوانہ مذہب اور انگلشی نبوت کی کرشمہ سازیوں کو دیکھ کر بلبلا اٹھیں اور باوجود سعی بسیار اس کے جواب دینے کی پھر ہمت کریں تو یہ ضروری ہے کہ وہ دیکھ لیں سامنے کون ہے۔ کیونکہ:

سنبھل کے رکھنا قدم دشت خار میں مجنوں کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

خادم اسلام
نور محمد
از مدرسہ مظاہر علوم سہانپور
۷رمئی ۱۹۳۵ء۔ ۳رصفر ۱۳۵۴ھ

سوانح صاحب تالیفؒ

نام : علامہ نور محمد ابن جناب دین محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔

پیدائش : سلطان پور (یوپی) کے قریب ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔

تعلیم : حفظ قرآن مجید اور فارسی وعربی کی ابتدائی تعلیم مدرسہ عین العلوم ٹانڈہ ضلع فیض آباد میں ایک صاحب نسبت بزرگ حضرت مولانا محمد اسماعیل کی زیر تربیت پائی۔ امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور لکھنویؒ کی ترغیب پر اعلیٰ تعلیم کے لیے مظاہر علوم سہارنپور میں ۱۳۴۰ھ میں داخل ہوئے اور ۱۳۴۳ھ میں فراغت حاصل کی۔ دوران تعلیم ہی مناظرہ سے فطری دلچسپی کی وجہ سے کافی شہرت حاصل ہوئی۔ ایک مرتبہ سرخیل علماء دیوبند حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تقریر سنی تو خوش ہوکر چار روپیہ ماہانہ اپنی جیب خاص سے جاری فرمایا اور ''علامہ'' کے خطاب سے نوازا۔ چنانچہ علامہ ٹانڈوی ہی کے لقب سے آپ جانے پہچانے جاتے ہیں۔ شادی کے بعد سلطان پور چھوڑ کر قصبہ ٹانڈہ ہی کو آپ نے اپنا مستقل وطن بنالیا تھا۔ اپنے پسماندگان میں پہلی بیوی سے چھ اور دوسری سے تین اولادیں چھوڑیں۔

تبلیغ وتدریس: فراغت کے بعد تقریباً دو سال تک قادیانی فتنہ کے سدباب کے لیے راجپورہ (پنجاب) میں امامت وتعلیم سے جڑے رہے۔ محرم ۱۳۴۶ھ سے رجب ۱۳۵۶ھ تک مظاہر علوم میں مبلغ اور مدرس کی حیثیت سے وابستہ رہے، حضرت مولانا ابرار الحق صاحبؒ جیسے بزرگ آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ملک میں آپ نامور خطیب تھے، مختلف غیر ملکی اسفار بھی تبلیغ کی نسبت سے کیے۔ دیوبندی مکتب فکر کے مشہور مناظر تھے۔ آریوں، عیسائیوں، قادیانیوں اور دیگر تمام ہی باطل فرقوں سے آپ کے مناظرے

ہوئے ہیں۔ شعبان ۱۳۵۶ھ میں مظاہر سے سبکدوش ہوکر کولوٹولہ کلکتہ کی جامع مسجد میں بحیثیت مفسر قرآن خدمات انجام دیں۔ ۱۳۵۸ھ میں مدرسہ کنز العلوم ٹانڈہ میں مبلغ کی حیثیت تشریف لائے۔ مختصر سی علالت کے بعد ۱۱ شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق ۴/۵/جون ۱۹۸۲ء شنبہ یکشنبہ کی درمیانی شب لکھنو میں ساڑھے بارہ بجے آپ کا وصال ہوا اور تدفین ٹانڈہ میں ہوئی۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃً۔

تصنیفات : ردقادیانیت پر آپ کی تالیفات وتصنیفات میں سے، کفریات مرزا، کذبات مرزا، اختلافات مرزا، مغلطات مرزا، امراض مرزا، کرشن قادیانی آریہ تھے یا عیسائی، دفع الالحاد عن حکم الارتداد، کل سات کتابیں ہیں اس کے علاوہ دیگر فرق باطلہ کے رد میں بھی آپ کی ایک درجن سے زائد کامیاب تصنیفات ہیں۔

قومی و سیاسی خدمات : سچے محبِّ وطن جنگ آزادی کے بے باک مجاہد اور حضرت شیخ الاسلامؒ کے شیدائی تھے۔ جمعیۃ علماء ہند کے پلیٹ فارم سے زندگی بھر وابستہ رہے، آزادی کی تحریک میں تین مرتبہ جیل گئے۔ امام اہل سنت حضرت مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنویؒ سے بھی آپ کے علمی مراسم گہرے تھے۔ اسی لیے آپ کی تقریر وتحریر میں مولانا فاروقی کا رنگ نمایاں ہے۔

(از: شاہ عالم گورکھپوری)

ہندونیپال کی سرحد پر رشد وہدایت اور تعلیم وتبلیغ کی عظیم درسگاہ

جامعة القاسم دارالعلوم الاسلامیة

شمالی بہار کی عظیم درسگاہ جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ سے واقفیت رکھنے والے حضرات! اس کی دینی، علمی، ملی اور قومی خدمات سے بخوبی واقف ہیں، مختصر مدت میں بے سروسامانی اور ہر سال سیلاب کی وجہ سے پیدا نامساعد حالات کے باوجود جامعہ کی تعلیمی سرگرمیاں اور منظم ماحول کا بہت سے اہل ذوق، صاحب علم وفضل، دانشوران قوم وملت نے بار ہا معائنہ فرما کر اطمینان کا اظہار فرمایا اور خلوص ومحبت کے حوصلہ افزا کلمات ارشاد فرمائے جیسا کہ معائنہ رجسٹر اور اکابر کی تحریریں اس کی شہادت دیتی ہیں۔ **فللہ الحمد علی ذلک.**

بفضل ربی جامعہ روز بروز ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے، اس وقت جامعہ اور اس کے مکاتب میں 2700/ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ درجہ حفظ وتجوید کی چار درسگاہوں کے علاوہ ابتدائی اردو پرائمری سیکشن اور ابتدائی فارسی وعربی سے لے کر مشکوۃ وجلالین شریف تک کی تعلیم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی تعلیمی و فلاحی سرگرمیاں انجام دی جاتی ہیں۔

دس ایکڑ زمین میں پانچ عمارتیں مختلف شکلوں میں قائم ہیں۔ اس وقت حضرت مولانا الیاس رحمۃ اللہ کی یادگار ”رواق الیاس“ کی عمارت کی دوسری منزل زیر تعمیر ہے۔ جامع امام قاسم نانوتویؒ (مسجد) بھی تکمیل کے مرحلے میں ہے۔ اس کے علاوہ اساتذہ کے قیام کے لیے دارالاساتذہ اور درسگاہ کے لیے رواق امام ابوالحسن علی ندویؒ کے نام سے موسوم عمارت کی سنگ بنیاد عالم ربانی حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب اعظمی مہتمم دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے ہاتھوں رکھی جا چکی ہے جو تکمیل کے لئے اپنے معاونین کی منتظر ہے۔

یہ سب کچھ اللہ کی نصرت، حضرات اکابر کی دعاؤں اور خلوص ومحبت کا فیضان ہے۔ اگر آئندہ مخلصین

ومعاونین حضرات کی توجہ وعنایات رہیں تو جامعہ ان شاءاللہ ترقی کے منازل طے کرتا رہے گا۔

شعبہ تحفظ ختم نبوت جامعۃ القاسم:

جامعۃ القاسم دارالعلوم الاسلامیہ کے قیام کی محرکات میں ہندونیپال کی سرحد پر سرگرم قادیانی مبلغین کی سرکوبی بھی شامل ہے۔ چونکہ جس زمانہ میں جامعہ کا قیام عمل میں آیا اس وقت یہ علاقہ قادیانیت کی زد میں تھا، الحمدللہ جامعہ کے قیام کی برکت اور علماء کی جدوجہد سے قادیانیت کا زور کم ہوا تھا لیکن ڈھائی برس قبل جب شریف عالم نامی شخص سپول کے ضلع مجسٹریٹ کی حیثیت سے آیا تو یہاں قادیانی فتنہ سر اٹھانے لگا کیونکہ نہ صرف شریف عالم اپنے اہل وعیال کے ساتھ قادیانی ہے بلکہ وہ بہار، جھارکھنڈ اور نیپال کے قادیانیوں کا امیر بھی ہے۔ ڈی ایم شریف عالم نے اپنے عہدے کے رعب ودبدبہ کے تحت بھولے بھالے عوام کے ایمان وعقیدے پر جب شب خون مارنا شروع کر دیا تو جامعۃ القاسم نے اس کے خلاف زبردست ماحول سازی کی اور عوام کو قادیانیت کے حقیقت سے روشناس کرنے کے لئے جامعہ کے اساتذہ اور مبلغین نے اصلاحی دورے بھی کیے۔

جامعۃ القاسم کے سربراہ مفتی محفوظ الرحمٰن عثمانی کی سرکردگی میں قادیانی فتنہ کے خاتمہ کے لئے کئی سطح پر کام کیا گیا۔ عوام کو مبلغین نے اپنی تذکیری مجلس اور خطبہ جمعہ میں قادیانیت کی حقیقت سے آگاہ کیا اور گاؤں گاؤں کا دورہ کیا۔ دوسری طرف مفتی عثمانی نے قادیانیوں سے متعلق علماء اسلام کے فیصلوں سے لوگوں کو واقف کرایا اور سپول کے ضلع مجسٹریٹ کی غیر آئینی سرگرمیوں اور قادیانی فتنہ انگیزیوں سے وزیر اعلی بہار، وزیر اعظم ہند سمیت ملک کے درجنوں حکام اور سیاست دانوں کے سامنے پیش کیا اور اس کی برخاستگی کی بھرپور کوشش کی اور سیاسی وصحافتی سطح پر دباؤ بناتے رہے۔ الحمدللہ سپول کے ڈی ایم کا تبادلہ ہوگیا لیکن علاقہ میں قادیانیت کے جراثیم کو جڑ سے ختم کرنے کے لئے جامعۃ القاسم اور دارالعلوم دیوبند کے اشتراک سے تربیتی کیمپ بھی منعقد کیا جارہا ہے جس کے دوررس ومفید نتائج کی توقع کی جارہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جامعۃ القاسم کو غیر اسلامی تحریکوں کے سد باب کا ذریعہ بنائے اور دین کی شمع یہاں سے روشن ہو۔ آمین